میں اور سندو، باہر جانے والے مرکزی گیٹ کی جانب بڑھتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ ہم گیٹ سے باہر آ گئے۔ وہاں آ کر میں نے طویل سانس لی اور چاروں طرف دیکھا۔ محل نما اس عمارت کے آگے کافی دور تک میدان تھا۔ کافی فاصلے پر گھنا جنگل دکھائی دے رہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے ہر طرف سے اس محل نما عمارت کو جنگل نے گھیرا ہوا ہے۔ میں جائزہ لے رہا تھا کہ سندو نے میرے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا

''تمہیں یقین ہے کہ تم اس گھنے جنگل سے گذر کر ساحل تک پہنچ جاؤ گے؟''

''تم میرے ساتھ کیوں آ گئے ہو؟'' میں نے اس کا جواب دینے کی بجائے سوال کر دیا۔

''میرا دل کہتا ہے کہ میں تم پر بھروسہ کر لوں۔ حالانکہ میں تمہارا نام تک نہیں جانتا۔'' اس نے خوشگوار لہجے میں کہا تو میں نے مسکراتے ہوئے کہا

''تو پھر تم اپنا بھروسہ قائم رکھو۔ ہم نہ صرف ساحل تک جائیں گے بلکہ ساحل سے بھی آگے جائیں گے۔ باقی رہی نام کی بات تو مجھے جمال کہتے ہیں۔''

''مطلب مسلمان ہو اور پاکستانی۔'' اس نے سر ہلاتے ہوئے یوں کہا جیسے وہ بہت کچھ سمجھ گیا ہو۔

''چلیں پھر؟'' میں نے پوچھا تو اس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے قدم بڑھا دیئے۔

اسے میں سمجھاتا بھی تو میری بات اس کی سمجھ میں نہیں آنے والی تھی۔ کیونکہ میں نے اپنا مقصد دیکھ کر سمجھا تھا۔ میں نے سمجھ لیا تھا کہ اب مجھے کیا کرنا ہے۔ میرے مقصد کا تعین ہو گیا تھا۔ اب میری زندگی میری نہیں رہی تھی۔ میں مشاہدہ کر چکا تھا۔

وہ لوگ جو موت سے بھاگتے ہیں، موت ان کے تعاقب میں رہتی ہے۔ اور جو لوگ موت کا تعاقب کرنے لگیں، زندگی خود اس کی حفاظت کرنا شروع کر دیتی ہے۔ ایسا انہی لوگوں کا مقدر ہوتا ہے جو اعلیٰ مقصد کے کر چلتے ہیں۔ پھر کائنات کی تمام ذرائع اس کے مددگار بن جاتے ہیں۔ یہ کوئی نئی یا انوکھی بات نہیں، تاریخ کے اوراق ایسی بے شمار مثالوں سے بھرے پڑے ہیں۔ زندگی وجود کے ساتھ ختم نہیں ہوتی۔ اس کا تعلق اعمال کے ساتھ ہے۔

کچھ ہی دیر بعد ہم گھنے جنگل میں داخل ہو چکے تھے۔ ہمارے پاس ہتھیار نام کی کوئی شے نہیں تھی۔ جس طرح صحرا کی اپنی مخصوص آواز ہوتی ہے، اسی طرح جنگل کی بھی اپنی ایک مخصوص آواز ہوتی ہے۔ فرق صرف یہ ہوتا ہے کہ جنگل میں پرندے بولتے ہیں اور ہوا کی سرسراہٹ سے آواز بدل جاتی ہے۔ مختلف پرندوں کی مختلف بولیاں سماں باندھ دیتی ہیں۔ اگر خوف کو خود پر مسلط کر لیا جائے تو یہی آوازیں قدم قدم پر ڈرا دینے کا باعث بن جاتی ہیں۔ یہی حال ہمارے معاشرے کا ہے۔ کوئی بھی مقصد لے کر چلو، وہ مقصد کتنا ہی اعلیٰ اور پاکیزہ کیوں نہ ہو، ابتدائے سفر ہی سے مختلف بولیاں سنائی دینے لگ جائیں گیں۔ منفی، مثبت بولیاں، جن میں اگر بندہ الجھ گیا تو مقصد کی راہ کھوٹی ہو جاتی ہے اور وہ لوگ جو اپنی مقصد پر نگاہ رکھتے ہوئے بولیاں تو سنتے ہیں لیکن ان پر توجہ نہیں دیتے، وہی اکثر کامیاب ٹھہرتے ہیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abghar.com

خوف انسانی صلاحیتوں کو نگل لیتا ہے۔ دشمن اسی ہتھیار سے ختم کرنے کی ابتدا کرتا ہے۔ لیکن اگر بندے کے پاس اعلیٰ مقصد ہو تو دشمن کا پیدا کیا ہوا یہی خوف ایک ہتھیار بن جاتا ہے۔ دشمن سمجھتا ہے کہ ڈر گیا، اس وقت وہ پوری طرح اپنی خباثت ظاہر کرتا ہے۔ یہاں تک کہ منافقین بھی پوری طرح ننگے ہو جاتے ہیں۔ یہاں مقصد کی نہ صرف جیت ہوتی ہے بلکہ اسے زندگی مل جاتی ہے اور دشمن کا پھیلایا ہوا خوف دشمن ہی کہ موت بن جاتا ہے۔ یہیں معلوم ہوتا ہے کہ دشمن کی اوقات کیا ہے۔

ہم جنگل میں داخل ہو کر اس کے ٹیڑے میڑھے راستوں پر چلتے چلے جا رہے تھے۔ مجھے بالکل اندازہ نہیں تھا کہ عمارت سے ساحل تک کا کتنا سفر ہے۔ اس لئے معلومات لینے کی خاطر اور وقت گزاری کے لئے میں نے سندو سے پوچھا کہ شاید اسے معلوم ہو، تو اس نے کہا

''میں نے یہیں سے سنا ہے کہ ہر طرف سے چھ کلومیٹر ہے۔ مطلب بارہ کلومیٹر محیط کا یہ جزیرہ ہے۔''

''اور کیا سنا ہے اس کے بارے میں؟'' میں نے مزید معلومات کے لئے پوچھا

''وہی جوان لوگوں نے بتایا۔ خونخوار جانور، وحشی جنگلی اور یہ بھیانک جنگل۔'' یہ کہہ کر وہ ہنس دیا

''اگر راستے میں کوئی نہیں آیا تو ہم دوپہر سے پہلے ساحل تک پہنچ جائیں گے۔'' میں کہا اور ایک زوردار قہقہہ لگا دیا۔ یہ میرا پاگل پن نہیں تھا بلکہ میں سندو کو حوصلہ دے رہا تھا۔ اور شاید وہ بھی ایسا ہی سوچ رہا تھا۔

ہمیں اندازہ نہیں تھا کہ ہم کتنا سفر طے کر آئے ہیں۔ ایک جگہ تالاب بنا ہوا تھا۔ اس میں شفاف پانی تھا۔ پانی کو دیکھتے ہی پیاس ابھر آئی۔ میں ایک تنے کے ساتھ بیٹھ گیا۔ سندو نے تالاب کے پانی کو چکھا اور پھر سیر ہو کر پی لیا۔ میں اس وقت پانی پینے کے لئے اٹھ گیا تھا، جب ایک تیر میرے سر کے اوپر درخت میں لگا۔ ایک دم سے میری ساری حسیں بیدار ہو گئیں۔ سندو بھی دیکھ چکا تھا۔ وہ بھی چوکنا ہو گیا۔ مجھے یہی اندازہ کرنا تھا کہ یہ تیر آیا کس طرف سے تھا۔ میں محتاط نگاہوں سے ہر طرف دیکھ رہا تھا کہ اچانک سات آٹھ جنگلی ہمارے سامنے نمودار ہو گئے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں نیزے، بھالے اور تلوار نما ہتھیار تھے۔ مختلف عمروں کے کالے سیاہ ننگ دھڑنگ جنگلی جنہوں نے اپنے اردگرد جین یا مختلف کپڑوں کے شارٹس پہنے ہوئے تھے۔ اس پر انہوں نے پتے اور پر باندھے ہوئے تھے۔ انہوں نے ہمیں گھیر لیا تھا۔ میں اور سندو نے ایک دوسرے کے ساتھ کمریں جوڑ لیں تھیں۔ ہم بھی ایک دوسرے کو نظروں ہی نظروں میں تول رہے تھے۔ میں ان کے پینترے سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ وہ محتاط انداز میں قدم بہ قدم آگے بڑھ رہے تھے۔ اس سے پہلے کہ وہ ہم پر اکھٹے ہو کر حملہ کرتے میں نے سامنے والے جنگلی پر حملہ کی جھکائی دے کر بالکل دائیں جانب والے پر جا پڑا۔ وہ بلاشبہ اس پینترے میں تھا کہ میں سامنے والے پر حملہ کرتا ہوں تو مجھ پر ٹوٹ پڑے گا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا، اس کی لمحہ بھر کی غفلت کا میں نے بھرپور فائدہ اٹھایا اور اسے لیتا ہوا زمین پر جا پڑا۔ میں وہیں ٹکا نہیں رہا۔ اس کے ہاتھ میں نیزہ تھا۔ میں نے وہ چھینا اور وہاں سے چشم زدن میں ہٹ گیا۔ اسی لمحے وہاں تلوار اور بھالے کے وار ہوئے۔ میں نے دیکھا ان کا دائرہ ٹوٹ چکا تھا۔ تین جنگلی نہتے سندو کو گھیرے ہوئے تھے۔ اسی لمحے میں نے ایک چیخ ماری اور نیزہ سیدھا کر کے ان کی جانب بھاگا۔ چیخ سے وہ میری جانب متوجہ ہو گئے۔ سندو نے اس کا فائدہ لیا اور ان کے گھیرے سے باہر آ کر ایک جانب بھاگ گیا۔ میں نے نیزہ اس کی جانب پھینک دیا، جسے اس نے پکڑ لیا۔ وہ جنگلی کچھ قدم پیچھے ہٹ گئے تھے

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abqhar.com

۔ پہلا بھرپور ہلہ ان پر نفسیاتی دباؤ ڈال گیا تھا۔

ہم آمنے سامنے تھے۔ وہ سب ایک طرف اور ہم دونوں ایک جانب تھے۔ وہ سبھی ایک جان ہو کر ہم پر حملہ آور ہوئے۔ میں ذرا سا ترچھا ہوا اور ایک جانب بھاگ نکلا۔ وہ آدھے بٹ کر میری جانب آ گئے۔ میں وہیں گھومتے ہوئے انہیں اپنے پیچھے لگا کر بھاگتا رہا، پھر اس وقت جب کے میں نے انہیں خود کو پکڑنے کا موقعہ دے دیا، اور وہ میرے قریب آ گئے تو میں ایک دم رُک گیا۔ وہ مجھ میں آ لگے۔ میرے ذہن میں تھا کہ کس کے پاس تلوار ہے اور کس کے پاس بھالا۔ وہ میرے اوپر سے آگے جا گرے۔ اسی وقت میں نے ایک سے تلوار چھینی اور لیٹے ہوئے ایک جنگلی کی گردن پر رکھ دی۔

''اپنے ساتھیوں سے کہو وہ ہتھیار پھینک کر دور ہٹ جائیں۔'' میری یوں کہنے پر اس وہ آنکھیں پٹپٹا کر مجھے یوں دیکھنے لگا جیسے اسے میری بات کی سمجھ نہ آئی ہو۔ تاہم باقی ٹھٹھک گئے تھے۔ میں چند لمحے انتظار کیا، پھر بولا ''میں جانتا ہو کہ تم لوگ انگریزی سمجھتے ہو۔ میں تین تک گنوں گا۔'' یہ کہہ کر میں نے تلوار کی نوک اس کی گردن میں چبھودی۔ وہ تڑپ اٹھا۔ اس نے تیزی سے انگریزی میں اپنے ساتھیوں سے وہی کہا جو میں اسے کہہ چکا تھا۔ انہوں نے ہتھیار پھینک دیئے۔

سندو نے جلدی سے وہ سب ہتھیار اکھٹے کر لئے۔ تب میں نے سب کو زمین پر لیٹ جانے کا کہا تو وہ لیٹ گئے۔ تبھی سندو نے زور سے پنجابی میں پوچھا

''تمہیں کیسے انداز ہوا کہ یہ انگریزی جانتے ہیں۔''

تب میں نے انگریزی ہی میں جواب دیا

''یہ جنگلی نہیں ہیں، بلکہ اس جزیرے کے وہ مقامی لوگ ہیں، جنہیں انہوں نے اپنی سیکورٹی اور لوگوں کو ڈرانے کے لئے رکھا ہوا ہے۔''

''تمہیں پتہ کیسے چلا؟''

''ان کے شارٹس، اور پھر ان کے پینترے دیکھ کر، ممکن ہیں ان کے آباء اجداد جنگلی ہوں، مگر یہ نہیں ہیں۔'' میں نے کہا اور تلوار اس کی گردن پر رکھ کر بولا ''بتاؤ، میں سچ کہہ رہا ہوں؟''

جس پر اس نے آنکھوں ہی آنکھوں میں ہاں کا اشارہ کر دیا۔ پھر ذرا مشکل انگریزی میں بولا

''تم ہم سے تو بچ جاؤ گے لیکن، آگے کیا کرو گے۔ جنگل کے درندے ہیں اور گن بردار سیکورٹی گارڈ۔''

''یہ ہماری قسمت ہے، ہم تمہیں بھی کچھ نہیں کہنا چاہتے، نہ مارنا چاہتے ہیں اور نہ کوئی تکلیف دینا چاہتے ہیں۔ اگر تم ہمارے راستے سے ہٹ کر چلے جاؤ۔'' میں نے لہجے میں ہمدردی بھرتے ہوئے کہا

''ہم چلے جاتے ہیں۔'' اس نے کہا تو میں نے فوراً تلوار اس کی گردن سے ہٹالی۔

وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے ساتھ باقی بھی اٹھ گئے۔ وہ ایک ساتھ ہو کر کھڑے ہوئے اور ہمارے آگے جھکے، اس لمحے انہوں نے ہم پر چھلا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abqhar.com

نگیں لگا دیں۔ میں اپنے بارے میں کہہ سکتا ہوں کہ میں غیر محتاط تھا، سندو کچھ زیادہ تھا۔ وہ ہم پر ٹوٹ پڑے۔ چار میری طرف اور تین سندو کی جانب۔ انہوں نے ہمیں مکوں اور ککوں پر رکھ لیا۔ تلوار میرے ہاتھ سے چھوٹ گئی تھی۔ میں مار کھاتے ہوئے یہی کوشش کر رہا تھا کہ کسی طرح مجھے موقعہ مل جائے۔ ایک کے مکے سے میرے گال کی جلد پھٹ گئی تھی، جس سے لہو بہنے لگا تھا۔ ان کی رفتار ذرا سی ڈھیلی ہوئی تو میں نے ایک کی گردن پر ہاتھ ڈال دیا۔ ہلکی سی آواز آئی وہ تڑپنے لگا۔ میں نے اسے چھوڑا تو وہ زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔ اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ چکی تھی۔ باقی تو مجھے مار ہی رہے تھے، میں نے دوسرے کی گردن کو قابو کیا، اور اس کی گردن کی ہڈی توڑ کر اسے پھینک دیا۔ باقی دو مجھے حیرت سے دیکھنے لگے۔ یہی لمحہ مجھے چاہئے تھا۔ میں نے اپنا گھٹنا ایک کی ٹانگوں کے درمیان مارا وہ دہرا ہوا تو اس کی گردن میرے ہاتھ میں تھی۔ اگلے چند لمحوں میں وہ بھی زمین پر تھا۔ یہ دیکھ کر چوتھا بھاگ اٹھا۔ باقی تینوں سندو کو بے دردی سے مار رہے تھے۔ وہ لہولہان ہو رہا تھا۔ میں نے تلوار اٹھائی اور ان کی طرف بھاگا۔ میں نے جاتے ہی ایک کی کمر میں تلوار گھسا دی۔ اس کی لرزا خیز چیخ فضا میں پھیل گئی۔ باقی دونوں رُک گئے۔ وہ حیرت سے مجھے دیکھ رہے تھے۔ میں نے انہیں موقعہ نہیں دیا۔ ایک کے چرکا لگا تو وہ بلبلا اٹھا۔ تب تک سندو بھی سیدھا ہو گیا تھا۔ اس نے تلوار مجھ سے پکڑی تو ایک بھاگ نکلا، مگر سندو نے اسے جانے نہیں دیا۔ اسنے بھاگتے ہوئے اس جنگلی کو پکڑا اور تلوار اس کے پیٹ میں گھسا دی۔

''سندو، یہاں سے فوراً نکلو، ان کی چیخیں بہت دور تک گئیں ہوں گیں۔ ممکن ہے ان کے مزید لوگ آ جائیں۔'' میں نے کہا تو اس نے ایک بھالا اٹھایا، باقی ہتھیار تالاب میں پھینکے اور میرے ساتھ چل دیا۔ اس دوران ہم نے دو چار چلو پانی پی لیا تھا۔ اگلے چند لمحوں میں وہاں سے نکل گئے تھے۔

کافی دور جانے کے بعد ہم ایک ایسے گھنے درخت کے نیچے رُک گئے، جس کی شاخیں زمین سے لگ رہیں تھیں۔ مجھے میرا زخم تکلیف دے رہا تھا۔ اس وقت مجھے شدت سے احساس ہوا کہ مجھے ان جڑی بوٹیوں کے بارے میں بھی معلوم ہونا چاہئے، جو زخموں کو فوراً آرام دے دیتی ہیں۔ میں نے اس خیال بارے سندو سے کہا تو وہ کراہتے ہوئے بولا

''بائی جی میں کئی بار ایسے مرحلوں سے گذر چکا ہوں۔ میں جانتا ہوں۔ لیکن ابھی مجھے وہ بوٹی دکھائی نہیں دی۔''

''چلو پھر چلتے ہیں۔'' میں نے اٹھتے ہوئے کہا تو اس نے نگاہوں ہی نگاہوں میں ستانے کا کہتے ہوئے بولا

''بہت مارا ہے ظالموں نے۔''

''مجھے تو اب یہی معلوم ہے کہ ہر لمحہ دشمن سے خبردار رہو، اب بھی وہ ہر آنے والی رکاوٹ جو ہمارا رستہ روکے گی وہی ہماری دشمن ہے، حالات اور نوعیت کے ساتھ دشمن بھی بدل جاتا ہے۔'' میں نے کہا تو وہ سر ہلانے لگا۔ جیسے وہ میری بات سے اتفاق کر رہا ہو۔ ہم وہاں کچھ دیر بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ متوقع دشمن سے کیسے نپٹنا ہے، یہ ہم نے طے کر لیا تھا۔

☆.....☆.....☆

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

جسپال سنگھ اور رونیت کور کے سامنے گرباج سنگھ کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ان تینوں کے درمیان خاموشی تھی۔گرباج سنگھ پر تشدد کے واضح نشان موجود تھے۔جسپال نے اس کی حالت دیکھی اور پھر ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولا

''گرباج۔!اگر تم چاہو تو ہم تمہارے ساتھ ایک ڈیل کر سکتے ہیں۔''

''حقیقت یہ ہے کہ میں تم لوگوں کا قیدی ہوں، میری پوزیشن ہی نہیں ہے کہ میں تم لوگوں سے ڈیل کر سکوں۔ویسے اگر تم کوئی بات منوانا چاہتے تو بولو۔''اس نے دھیمے سے لہجے میں بے بسی سے کہا

''دیکھو۔!میری بات سمجھنے کی کوشش کرنا،ہمیں صرف سندو سے مطلب ہے،وہ میں مل جائے تو اس کے عوض تم نے جو سندو کی دولت اکٹھی کی ہے،ہم وہ تمہیں دے دیں گے اور اپنی حفاظت میں تجھے کینیڈا روانہ کر دیں گے۔''جسپال نے تحمل سے کہا

''میں پھر وہی کہوں گا کہ وہ یہاں نہیں ہے،وہ ایک ایسی جگہ پر ہے۔جہاں وہ کسی کی قید میں ہے۔وہ اس کے ساتھ کیا کرنا چاہتا ہے، میں نہیں جانتا،میں اسے اپنی مرضی سے یہاں نہیں لا سکتا۔''گرباج نے احتجاجاً کہا

''تو پھر تم ہمیں اس کا پتہ بتا دو،ہم اسے خود لے آئیں گے۔تجھے تب تک ہمارے پاس رہنا ہوگا۔''رونیت نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا

''وہ اس وقت بھارت میں نہیں ہے۔وہ ایک ایسی جگہ پر ہے جہاں جانے کے فقط دو راستے ہیں۔ایک فضائی اور دوسرا سمندر میں سے ہے۔''اس نے کہا تو جسپال نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور خود پر قابو پاتے ہوئے پوچھا

''فضائی مطلب؟ اور سمندر.....؟''

''فضائی مطلب وہاں پر کوئی ائیر پورٹ نہیں ہے۔وہ ایک جزیرہ ہے۔ ہیلی کاپٹر سے جایا جا سکتا ہے۔یا پھر سمندر سے اس کے ساحل تک۔آگے بہت دشوار گذار راستہ ہے اور.....''گرباج نے کہنا چاہا

''مطلب سندو کو ہیلی کاپٹر کے ساتھ اٹھایا،اور جزیرے پر لے گئے۔کیا تم اس کی لوکیشن بتا سکتے ہو؟''جسپال نے تیزی سے پوچھا

''اگر تم کہتے ہو تو بتا دیتا ہوں۔تب تک مجھے یہاں رہنا ہوگا،کیوں نا میں ان لوگوں سے بات کر لوں،اگر کوئی صورت نکل آئے؟''

گرباج نے سوچتے ہوئے کہا

''ٹھیک ہے،کرو رابطہ۔''جسپال نے کہا اور اس کا فون میز پر رکھ دیا،جسے دیکھتے ہی اس کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔اس نے تیزی سے نمبر تلاش کئے اور پھر پش کر کے رابطے کا انتظار کرنے لگا۔جسپال نے فون پکڑ کر اس کا اسپیکر آن کر دیا اور اسے میز پر رکھ دیا۔جس سے آواز ابھری

''ہاں گرباج،تم کینیڈا کے لئے نکلے نہیں ہو؟''

''شاید اب میں نہ جا سکوں،میں پکڑا گیا ہوں۔''اس نے افسردگی سے کہا

''وہاٹ نان سینس،یہ کیسے ممکن ہے،اتنا فول پروف پلان،اور تم پکڑے گئے۔وہ کوئی آسمانی مخلوق ہیں؟''دوسری طرف سے کہا گیا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abghar.com

''لگتا تو ایسے ہی ہے کہ جیسے وہ آسمانی مخلوق ہیں۔ مجھے انہوں نے پکڑ لیا۔'' گرباج نے کہا

''کیا کہتے ہیں وہ؟'' دوسری طرف سے تحمل بھرے لہجے میں پوچھا گیا

''یہی کہ سندو کو چھوڑ دیا جائے۔ اس کے عوض وہ مجھے .....'' گرباج نے کہنا چاہا مگر اس کی بات پوری نہ ہوئی تھی کہ فون سے آواز ابھری

''یہ تم ڈرامہ کر کے ہمارے ساتھ کوئی گیم تو نہیں کر رہے ہو؟''

''بہت افسوس ہے باس، مجھ پر تمہیں اعتماد ہی نہیں۔'' گرباج نے دبے دبے غصے میں کہا

''بات اعتماد کی نہیں، حقائق کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سندو اس وقت جزیرے سے باہر نکلنے کی کوشش میں ہے۔ وہ ایک سر پھرے پاکستانی کے ساتھ موت کے منہ میں جا رہا ہے۔ ہم اس کا کچھ نہیں کر سکتے، اب چاہے وہ جزیرے سے نکل بھی گیا تو ہم اسے مار دیں گے۔'' فون سے کہا گیا

''اور یہ لوگ مجھے مار دیں گے۔'' وہ بولا

''مر جاؤ۔ اور انہیں اگر ہمارا راستہ دکھایا تو ہم ان کے ساتھ تجھے مار دیں گے۔'' دوسری طرف سے سفاکانہ لہجے میں کہا گیا۔ اس کے ساتھ ہی فون بند ہو گیا۔ جسپال نے وہ فون اٹھایا اور کوئی بات کئے بنا وہاں سے اٹھ گیا۔

اس نے باہر نکلتے ہی کسی نامعلوم جزیرے پر موجود کسی باس کا نمبر روہی والوں کو دے دیا۔ تاکہ اس کی لوکیشن بارے معلوم ہو سکے۔

''اب کیا خیال ہے جسپال۔؟'' رونیت نے پوچھا

''خیال کیا، ہم اس کی لوکیشن دیکھ کر اس جزیرے پر جا رہے ہیں۔'' جسپال نے حتمی لہجے میں کہا

''لوکیشن کا تو گرباج کو بھی نہیں معلوم؟'' وہ بولی

''پتہ کرتے ہیں نا۔'' جسپال نے کہا ہی تھا کہ اس کے ہاتھ میں پکڑا ہوا فون بج اٹھا۔ اسکرین پر کوئی نمبر نہیں تھا۔ اس نے کال رسیو کی تو دوسری طرف سے اسی باس کی طنزیہ آواز ابھری

''میری کھوج سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ میں اگر جزیرے میں بیٹھا ہوں نا تو اسے اپنا مضبوط قلعہ بنا کر، اب میں سمجھ گیا ہوں کہ گرباج کو تم لوگوں نے کیسے ٹریس کیا ہوگا۔ عقل مندی اسی میں ہے کہ خاموشی سے سندو کو بھول جاؤ۔''

''کیوں چھوڑ دیں سندو کا خیال اور کیوں بھول جائیں اسے ہم۔'' جسپال نے کہا

''پہلے اس کے بچ جانے کی امید تھی میں اسے بہت بڑی آزادی دینے والا تھا لیکن وہ احمق نکلا، اس نے اپنی موت خود چن لی ہے۔ وہ اب مر جائے گا۔''

''کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم تم تک نہیں پہنچ پائیں گے؟'' جسپال نے غصے میں کہا

''آؤ، سو دفعہ آؤ، مجھ تک پہنچو اگر ہمت ہے تو۔ لیکن میری کھوج تم لوگوں کو بہت مہنگی پڑے گی۔ میں صرف ایک دفعہ سمجھاتا ہوں، دوسری

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abghar.com

بار صرف موت ملتی ہے۔''

اس کے ساتھ ہی فون بند ہو گیا۔ جسپال اور رونیت ایک دوسری کا منہ دیکھنے لگے۔

☆.....☆.....☆

میں اور سندو ایک گھنے درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے۔ سندو کچھ جنگلی بیر لے آیا تھا۔ ہم وہ کھا رہے تھے ۔ دراصل وہ بوٹی تلاش کرنے گیا تھا جس سے زخموں کو آرام ملتا تھا، اس کے ساتھ وہ بیر بھی لے آیا۔ اس بوٹی سے ہمیں کافی افاقہ ہوا تھا اور ہم اچھا محسوس کر رہے تھے۔

''بائی جی دیکھنا، شام تک اس بوٹی کا کمال، زخم یوں سل جائے گا جیسے تھا ہی نہیں۔''

''ہاں یار میں نے درد اور جلن میں کافی آرام محسوس کیا ہے۔'' میں نے اسے بتایا

''کہا نا شام تک درد کیا زخم بھی ختم۔'' یہ کہہ کر وہ مجھے اپنے بارے میں بتانے لگا کہ اس نے یہ کیسے سیکھا تھا۔ وہ کہہ چکا تو پوچھا ''یار۔! یہ چھ کلو میٹر کہیں بہت زیادہ نہیں ہو گئے؟''

پتہ نہیں ہم نے ساحل کی طرف کتنا سفر کیا ہے، اس طرف بڑھے بھی ہیں یا یہیں کہیں گھوم رہے ہیں۔'' میں نے ہنستے ہوئے کہا

''میرے خیال میں ہمیں رات ہونے سے پہلے ساحل تک پہنچ جانا چاہئے۔'' اس نے اپنی رائے دی

''اور میرا خیال ہے کہ ہم سفر ہی رات کو کر سکیں گے۔'' میں نے کہا تو تیزی سے بولا

''یہ کیا بات ہوئی؟''

''اس جنگل میں ہمیں تلاش کیا جائے گا بلکہ کیا جا رہا ہو گا۔ جو اس جنگل سے واقف ہو گا، وہ رات کو نہیں نکلے گا۔ مطلب وہ جنگلی، وہی نکلیں گے، جو پوری تیاری سے ہمیں مارنے کے لئے ہمیں تلاش کریں گے۔'' میں اپنے طور پر اندازہ لگاتے ہوئے کہا

''اور وہ جدید اسلحے سے لیس ہو سکتے ہیں۔'' سندو نے یوں کہا جیسے مجھے یاد دلا رہا ہو۔

''اتنا تو مجھے بھی معلوم ہے یار، رات کے وقت انہیں چکمہ دینا آسان ہو گا۔'' میں نے اس سمجھایا تو اس نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا

''میرا خیال ہے ہمیں چلنا چاہئے۔'' یہ کہتے ہوئے وہ اٹھ گیا۔ ناچار مجھے بھی اس کے ساتھ چلنا پڑا۔

ہم پھر سے ایک خاص سمت کا تعین کر کے چلنے لگے۔ کیونکہ اس جنگل میں کوئی واضح راستہ تو تھا نہیں۔ جنگلیوں سے چھینا ہوا بھالا اور تلوار ہمارے پاس تھی۔ گھنے درختوں میں سے سورج کا اندازہ کیا تو لگا کہ دوپہر ڈھل رہی ہے۔ ہم دونوں جنگل میں سے آتی آوازوں پر کان دھرے محتاط ہو کر آگے پیچھے چلتے چلے جا رہے تھے۔ ہم نے تھوڑا فاصلہ طے کیا تھا کہ اچانک ہمیں ایسی سرسراہٹ محسوس ہوئی جس میں غراہٹ ملی ہوئی تھی۔ ہم دونوں ایک دم سے رک گئے اگر ہم محتاط نہ ہوتے تو ہم اس شیر کی جھلک نہ دیکھ سکتے جو ہم سے ذرا فاصلے پر شست باندھے ہوئے تھا۔ میں نے دھیمے سے لہجے میں کہا

''سندو۔! ڈرنا نہیں، شیر طاقتور ہونے کے ساتھ ساتھ احمق بھی ہوتا ہے۔ اسے اپنی طاقت کا غرور ہوتا ہے۔ اسے طریقے سے قابو کرنا ہے۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abghar.com

’’ کیسے ۔‘‘اس نے سرسراتے ہوئے پوچھا

’’الگ الگ ہو کر، توجہ بانٹ دو اس کی۔‘‘ میں نے تیزی سے کہا اور دائیں جانب سرکنے لگا

’’ٹھیک ہے۔‘‘اس نے کہا اور دوسری طرف بڑھا، اس دوران شیر پوری طرح ہمارے سامنے آ گیا۔

میرے ہاتھ میں تلوار تھی۔ شیر ہمیں یوں دیکھنے لگا جیسے کوئی اجنبی مخلوق اسے دکھائی دے گئی ہو۔ وہ ہمیں دیکھ کر غصے میں غرانے لگا۔ مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ کیا کرنے والا ہے۔ اچانک وہ چاروں پنجے مارتے ہوئے ایک دم سے اٹھا اور اس نے مجھ پر چھلانگ ماری۔ میں پوری طرح محتاط تھا، اس لئے ایک طرف ہو گیا۔ وہ سامنے جا گرا۔ اس سے پہلے کہ وہ پلٹتا، میں نے پوری قوت سے تلوار اس کی گردن پر مارنا چاہی لیکن وار ذرا سا اوچھا پڑا اور اس کے سر پر لگی۔ وہ چنگاڑا، اور تڑپ کر پلٹا۔ اس کے زخم آ گیا تھا۔ جیسے ہی شیر کی توجہ میری جانب ہوئی، سندو نے بھالا اس کی کمر میں اُتار دیا۔ وہ اس کی جانب پلٹا تو میں نے تلوار کا وار کر دیا۔ یہاں اس کی توجہ بٹ گئی۔ اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کس پر وار کرے۔ وہ شدید زخمی ہو چکا تھا۔ شاید اسے ہماری پلاننگ سمجھ آ گئی تھی۔ اس نے اپنا رخ میری جانب کر لیا۔ وہ پوری قوت سے اٹھا اور مجھ پر چھلانگ لگائی۔ لاشعوری طور پر میں نے اپنے بچاؤ کے لئے تلوار آگے کر دی، جو اس کے سینے میں پوری اتر گئی۔ میں تلوار واپس نہ کھینچ سکا۔ وہ ایک طرف زمین پر جا گرا اور میں دوسری جانب۔ اس دوران سندو غافل نہیں تھا۔ اس نے بھالا اس کی آنکھ میں اتار دیا۔ وہ چنگاڑیں مارنے لگا۔ کچھ ہی دیر بعد وہ زمین پر ڈھیر ہو چکا تھا۔ وہ شاید مر گیا تھا یا بے ہوش تھا، ہم اسے ویسے ہی چھوڑ کر آگے بڑھنے لگے۔ تبھی مجھے خیال آیا کہ ایک تلوار ہی تو میرے پاس ہتھیار ہے۔ میں نے اسے نکالنا چاہا۔ تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ تلوار میں نے نکال لی۔ ہم آگے بڑھ گئے۔

’’میں سوچ بھی نہیں سکتا کہ ہم نے شیر کو مار لیا۔ میں اکیلا ہوتا تو اس کے ہتھے چڑھ چکا ہوتا۔‘‘ سندو نے یاد کرتے ہوئے کہا

’’کوئی اور درندہ بھی ہمارے سامنے آ سکتا ہے۔ بہت چوکنا رہنے کی ضرورت ہے۔‘‘میں نے کہا

’’مثلاً کوئی دوسرا درندہ؟‘‘ اس نے سنجیدگی سے کہا لیکن میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر اس پر بات کرنے لگا کہ دشمن کی توجہ بٹ جائے تو کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ ہم یہی باتیں کرتے ہوئے چلتے چلے گئے۔

اس وقت شام ہو رہی تھی، جب ہمیں یوں محسوس ہوا کہ ہم ساحل کے قریب ہیں۔ لہروں کا مخصوص شور ہمیں سنائی دے رہا تھا۔ ہم تیزی سے آگے بڑھ رہے تھے کہ ایک دم سے ہمارے سامنے کچھ فاصلے پر تین سیاہ پوش یوں اتر آئے جیسے کسی درخت سے گرے ہوں۔ انہوں نے گنیں تھامی ہوئیں تھیں اور ہمیں نشانے پر لیا ہوا تھا۔

’’ہتھیار پھینک کر یہیں زمین پر لیٹ جاؤ۔‘‘ صاف انگریزی میں حکم دیا گیا۔

’’بھاگو۔‘‘ میں نے سندو سے کہا اور ایک دم سے قریبی درخت کی اوٹ میں ہو گیا۔ ایک دم سے فائرنگ ہوئی، جس سے جنگل جھنجھنا اٹھا۔ سندو نے عقل مندی یہ کی تھی کہ وہ میری مخالف سمت میں بھاگا تھا۔ ان کی گنیں خاموش ہو گئیں۔ میں نے لکڑی کا ایک ٹکڑا اٹھایا اور دور پھینک دیا۔ آواز کے ساتھ ہی ادھر فائرنگ ہونے لگی۔ سندو میری طرف دیکھ رہا تھا اس نے بھی ایسا ہی کیا۔ وہی ہوا، اس طرف بھی فائرنگ ہونے لگی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

میری کوشش تھی کہ ان تینوں کو الگ الگ کرلیا جائے تو پھر مقابلہ ہوسکتا تھا، ورنہ ایک ساتھ وہ تینوں ہم پر حاوی تھے۔

جنگل کے خاص شور میں ان گن برداروں کی طرف سے خاموشی تھی۔ میں نے اوٹ میں سے سر نکال کر دیکھا، وہ تینوں سامنے تھے، اس کے ساتھ ہی فائر ہوا اور جو درخت میں لگا۔ مجھے اب ہر حال میں وہاں سے ہٹنا تھا۔ میں نے پھر ایک لکڑی کا ٹکڑا اٹھایا اور پوری قوت سے ان کی طرف پھینکا۔ اسی لمحے میں اس درخت سے اگلے درخت کی اوٹ میں چلا گیا۔ سندو مجھے دیکھ رہا تھا۔ اس نے بھی ایسا ہی کیا۔ شاید وہ سمجھ چکا تھا کہ میں کیا چاہتا ہوں۔ ایک گن والا وہیں کھڑا رہا، باقی دو ہماری سمتوں کا تعین کر کے محتاط انداز میں آگے بڑھے۔

میں یہی چاہتا تھا۔ وہ دونوں آہستہ آہستہ آگے آرہے تھے۔ تیسرا ان کے کور پر تھا۔ میں ایک بڑا رسک لینے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ میری طرف جو آرہا تھا، میں نے اس کی آہٹ کا اندازہ لگایا۔ وہ اسی درخت کی جانب جارہا تھا، جہاں میں پہلے تھا۔ وہ جیسے ہی مجھ سے سات آٹھ قدم کے فاصلے پر رہ گیا، میں ایک دم سے نکلا اور پوری قوت سے تلوار اس کی جانب پھینک دی، وہ گھومتی ہوئی گئی اور اس کے سینے پر جا کر لگی۔ وہ ایک لمحے کو ہل گیا، اس کا ہاتھ ٹرائیگر پر تھا، فائر نجانے کس سمت ہوئے، لیکن میں اس کی بوکھلاہٹ کا فائدہ لینا چاہتا تھا، میں نے اپنے ہاتھ زمین پر رکھ کر قلابازی کھائی اور اس کے سامنے جا کھڑا ہو۔ اس کا اور میرا دو فٹ کا فاصلہ تھا، وہ میری طرف گن سیدھی نہ کر سکا اور میں نے اس کی گن ایک جھٹکے سے چھین لی۔ وہ اپنے زور میں آگے کی طرف دہرا ہوا تو میں نے اس کے منہ پر گھٹنا مارا۔ اس کے منہ سے چیخ ابھری۔ میں نے گھما کر گن اس کے سر پر ماری۔ چٹاخ کی آواز آئی وہ زمین بوس ہوگیا۔ اس کے ساتھ میں زمین پر جا پڑا۔ گولیوں کی ایک بوچھاڑ میرے اوپر سے گذر گئی۔ اب وہ دونوں میرے لئے کوئی حیثیت نہیں رکھتے تھے۔ میں نے تاک کر کور دینے والے کے ماتھے کا نشانہ لیا، اگلے ہی لمحے وہاں سوراخ ہوا اور وہ کٹے ہوئے شہتیر کی مانند زمین بوس ہوگیا۔ تیسرا جو سندو کو تلاش کر رہا تھا، وہ چھپ گیا تھا۔ میں نے اونچی آواز میں سندو کو پکارا۔ اس نے جواباً میرا نام لیا۔

''تیسرا کدھر ہے، دو ختم ہیں۔''

''وہ یہیں چھپ گیا ہے، میں نکالتا ہوں اسے۔'' میں جانتا تھا کہ یہ اس کا دھوکا تھا۔ اس لمحے فائر ہوا۔ وہ اس نے سندو کی آواز پر کیا تھا، میں اس کی لوکیشن سمجھ گیا۔ میں نے برسٹ مارا۔ اگلی ہی لمحے ایک چیخ بلند ہوئی۔ میں فوراً ہی اس کی طرف نہیں بڑھا۔ بلکہ رکا رہا۔ سندو نے مجھے دیکھ کر سر نکالا تبھی اس گن بردار نے بھی سر اٹھایا۔ اس نے گن سیدھی کی، لیکن میں نشانہ لگا کر فائر کر چکا تھا، وہ وہیں ڈھیر ہوگیا۔

ہم نے تینوں کی گنیں اٹھائیں۔ ان کی تلاشی لینے پر فاضل راونڈ بھی ملے۔ ایک پاس پسٹل بھی تھا۔ وہ ہاتھ آتے ہی مجھے ایک گونہ تسکین مل گئی۔ اس کے علاوہ ان کی جیبوں سے کچھ کام کی چیزیں بھی ملیں، جیسے چاقو، منی ٹارچ وغیرہ۔ ایک کی جیب سے فون ملا۔ میں نے پہلے تو اسے وہیں چھوڑ دینا چاہا، پھر ایک خیال کے تحت اسے بھی لے لیا۔

ہم آگے بڑھ گئے تھے۔ ہاتھ میں اسلحہ آجانے سے کافی اعتماد آگیا تھا۔ سندو تیز چل رہا تھا کہ میں نے اس سے کہا

'' آہستہ چلو، اور بہت دھیان سے۔''

''یار ساحل پر پہنچ جائیں، پھر.....''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abghar.com

''وہاں تمہاری پھوپی بیٹھی ہوئی ہے روٹیاں پکا کے، اوئے، یہ درختوں سے اتر سکتے ہیں تو ہمارے استقبال کے لئے وہاں بھی لوگ ہو سکتے ہیں، اس سے پہلے راستے میں بھی کوئی مل سکتا ہے۔'' میں نے سختی سے کہا تو ایک لمحے کے لئے اس نے سوچا اور بولا

''بات تو تمہاری ٹھیک ہے، ساحل پر تو ہم سامنے ہوں گے، جنگل سے فائر کرنا آسان ہوسکتا ہے، اور پھر کون سا وہاں کوئی کشتی ہمارے انتظار میں ہوگی۔''

'' کشتی بھی مل جائے گی، لیکن آہستہ چلو۔'' میں نے کہا اور قدم بڑھاتا چلا گیا۔ سندو بھی پرسکون انداز میں چلتا چلا گیا۔

اس وقت سورج غرب ہونے کو تھا، جب ہم جنگل کے سرے پر پہنچ گئے۔ وہاں سے آگے بھوری مائل سفید ریت تھی۔ کافی آگے جا کر نیلگوں سمندر تھا۔ تا حد نگاہ پانی، جس پر ڈوبتے ہوئے سورج کی شعاعیں اداس کر دینے کی صلاحیت رکھتی تھیں۔

انسان بھی بڑا عجیب ہے، سمجھتا ہے منظر اس کے اندر کو بدل دیتے ہیں، حالانکہ وہ خود اپنے اندر کی اداسی کو خود محسوس کر کے اسے خود پر طاری کر لیتا ہے۔ چاہے تو اگلے ہی لمحے اپنے اندر پڑے کسی انہونے جذبے کو طاری کرے اداسی کو ختم کر سکتا ہے۔

''کتنا حسین منظر ہے یار۔ ایسی کئی جگہوں پر عیاشی کے نجانے کتنے منظر میری یادوں میں محفوظ ہیں۔'' سندو نے کہا تو میں نے بھی ایسا ہی کیا۔ اپنے اندر کو بدل لیا۔ میں ایک دم سے خوشگوار ہو گیا۔ میں نے سندو کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا

دیکھو۔! رات گذارنے کے لئے ہمیں اس جاتی ہوئی روشنی کا فائدہ لے کر کوئی مچان بنا لینی چاہئے۔''

میرے یوں کہنے پر مجھے لگا کہ میں نے اسے یادوں سے نکال دیا ہے۔ وہ سر جھٹک کر میری طرف دیکھنے لگا۔

''ہاں۔! میں سمجھ رہا ہوں، ہمیں ایسا ہی کچھ کرنا ہوگا۔ میری پھوپھی تو آنے والی نہیں۔'' یہ کہہ کر اس نے قہقہہ لگا دیا۔ پھر چند لمحوں بعد بولا ''یار۔! روٹی کیا یاد آئی، بھوک محسوس ہونے لگی ہے۔''

''اپنے آپ کو تیار کر لے، ممکن ہے ہمیں ایک دو دن بھوکا رہنا پڑے۔'' میں نے کہا

''نہیں کل صبح تک، دن کے وقت میں جنگلی پھل تلاش کر لوں گا، اور اگر کوئی شہد کا چھتا.....'' یہ کہتے ہوئے وہ ایک طرف دیکھتے ہوئے رک گیا۔ میں نے اس کی نگاہوں کے تعاقب میں دیکھا۔

وہاں تھوڑے فاصلے پر ایک تالاب تھا۔ جس پر کچھ ہرن کھڑے پانی پی رہے تھے۔

''روٹی نہ سہی لیکن پیٹ بھرنے کا سامان تو ہوسکتا ہے۔ یہ ہرن.....'' یہ کہتے ہوئے میں نے اس کی طرف دیکھ کر پوچھا ''تم کھا لو گے؟''

''بھوک کے لئے کیا نہیں ہوسکتا۔'' یہ کہہ کر اس نے میری جانب دیکھا۔ ہم دونوں دبے پاؤں آگے بڑھ گئے۔ سندو ایک طرف چلا گیا۔ اس نے وہاں جا کر فائر کر دیا۔ وہ ہرن انتہائی تیزی سے میری جانب بڑھے۔ میں چھپا ہوا تھا۔ ایک ہرن میری قابو آ گیا۔ باقی نکل گئے۔ سندو ہنستا ہوا میرے پاس آ گیا۔

''دیکھو، اسے بناؤں گا میں۔ تم لکڑیاں اکٹھی کرو، اور آگ جلاؤ، میں اتنے میں.....'' لفظ میرے منہ ہی میں رہ گئے۔ سندو نے ایک

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abghar.com

طرف اشارہ کیا، تو میں نے اس جانب دیکھا

ساحل کی طرف کافی فاصلے پر ایک جیپ آ کر رکی ہوئی تھی۔ وہ بند جیپ تھی، جسے سفاری یا جنگل کے لئے بنایا گیا ہو۔ وہ رکی رہنے کے بعد ایک دم سے یوں مڑی، کہ اس کا رخ سیدھا ہماری جانب تھا۔ اگلے ہی لمحے مجھے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔ وہ فون ہماری نشاندہی کر رہا تھا۔ جو میں نے اس سیکورٹی والے کی جیب سے لیا تھا۔ میں تو یہ سوچ کر فون لیا تھا کہ اس سے باس کے ساتھ بات کروں گا، جب بھی اس نے رابطہ کیا۔ لیکن وہی فون اب ہمارے لئے پھندا بن جانے والا تھا۔ میں نے جیب سے فون نکالا اور سندو سے کہا

''سندو جلدی سے کوئی کپڑا دو یار.....''

یہ کہتے ہوئے میں نے اپنی قمیص پھاڑ دی۔ کپڑے کی ایک دھجی میرے ہاتھ میں تھی۔ میں نے تیزی سے مضبوطی کے ساتھ وہ فون اس میں باندھا اور پکڑے ہوئے ہرن کے گلے میں باندھ دیا۔ میں نے اچھی طرح تسلی کرنے کے بعد کہ وہ کہیں گر نہ جائے اس ہرن کو چھوڑ دیا۔ وہ ہرن قلانچیں بھرتا ہوا جنگل کی طرف چلا گیا۔

''آؤ درخت پر۔'' میں نے کہا اور قریب کھڑے ایک بڑے درخت پر چڑھنے لگے۔ میرے پاس دو گنیں تھیں۔ کچھ دیر بعد میں نے ایک ٹہنے پر اپنے آپ کو جما لیا۔ وہ جیپ جنگل کے اندر چلی گئی تھی۔

''نہ مچان ہی بنی اور نہ ہی کھانے کا بندوبست ہوا۔ لگتا ہے یہ رات یونہی گذارنی پڑے گی۔'' سندو نے کہا تو میرا قہقہہ نکل گیا۔ ''اچھا ہوا وہ ہرن ہمارے کام آ گیا، ورنہ وہ جان سے جاتا اور ہمارے پاس آگ جلانے کو ماچس نہیں تھی اور نہ ہی چقماق۔'' میں نے اس پر کوئی تبصرہ نہیں کیا تو چند لمحوں بعد بولا۔ ''ایسی ہی موقعے کے لئے کہتے ہیں ہاتھ نہ پہنچے تھو کوڑی یا وہ کیا کہتے ہیں.....'' سندو نے جل کر کہا پھر وہ خود ہی ہنسنے لگا۔

''اب تو ساری رات اس درخت پر گذارنی پڑے گی۔'' میں نے کہا تو ہماری باتیں شروع ہو گئیں۔

وہ پوری رات ہم سو نہیں سکے۔ شاید ہماری آنکھ لگ جاتی لیکن ایک تو یہ ڈر تھا کہ نیند میں ہم درخت سے نیچے گر سکتے ہیں اور دوسرا رات بھر کئی جیپیں وہیں ساحل پر گھومتی رہیں۔ ممکن ہے وہ ایک یا دو ہی ہوں اور بار بار چکر لگا رہی ہوں۔ وہ رات جس طرح درخت پر کٹی، اس کی اذیت میں ہی جانتا ہوں۔

اس وقت دن کی نیلگوں روشنی ہر طرف چھائی ہوئی تھی، جب ساحل سے کچھ فاصلے پر ایک اسٹیمر آن رکا۔ کچھ دیر تک مجھے یہی لگا کہ یہ میرے لاشعور کا کرشمہ ہے جو مجھے دھوکہ دے رہا۔ جس طرح صحرا میں سراب دکھائی دیتا ہے اس طرح شاید جنگل کی اس صورت حال میں یہی کچھ میرے ساتھ ہو رہا ہو، مگر جب سندو نے بھی تصدیق کی تو مجھے یقین ہو گیا۔ مگر یہ اسٹیمر کس کا ہو؟ کیا انہوں نے ہمیں پکڑنے یا مارنے کے لئے کوئی نفری منگوائی ہے؟ یا پھر یہ کوئی دوسرے لوگ ہیں؟ اس سے پہلے کہ ہم اس کے بارے میں کوئی حتمی فیصلہ کرتے، میری نگاہ ان چار جیپوں پر پڑی جو کچھ فاصلے پر دائیں جانب ساحل پر کھڑی تھیں۔ ان میں سے کئی سارے لوگ نکلے اور کچھ ہی دیر میں انہوں نے پوزیشنیں لے لیں۔ جیسے آنے والے ان کے دشمن ہوں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

صورت حال کافی دلچسپ ہوگئی تھی۔ آنے والے نجانے کون تھے اور ان کا سامنا کرنے والے یقیناً باس کے لوگ تھے۔ جو کل سے اس ساحل پر گھوم رہے تھے۔ اب دیکھنا یہ تھا کہ وہ دشمن ہیں یا دوست، ہمیں اس صورت حال میں کیا کرنا ہوگا؟ اس کے لئے ہمیں ابھی رکنا تھا۔ میں نے سندو کو ساتھ لیا اور درخت سے نیچے اُتر آیا۔ ہم ایک ایسی جگہ پر آن چھپے، جہاں سے سامنے کا منظر بالکل واضح تھا۔

کافی وقت گذر گیا۔ سورج کی روشنی پھیل رہی تھی۔ تبھی اسپیکر سے انگریزی میں اعلان کیا گیا۔

''ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہمارا راستہ روکنے کے لئے تم لوگ آگئے ہو، ہماری تم لوگوں سے کوئی دشمنی نہیں ہے، ہم جنگل میں بالکل داخل نہیں ہوں گے اگر تم لوگ ہمارے دو آدمی سندو اور جمال واپس کردو۔ ہم واپس چلے جائیں گے۔ ہمیں اس کے علاوہ کوئی غرض نہیں۔''

ہم دونوں ہی اپنا نام سن کر اچھل پڑے تھے۔ میں نے محسوس کرلیا تھا کہ وہ اعلان جسپال کر رہا ہے۔ ممکن ہے وہ ہم تک اپنی آواز پہنچانا چاہ رہا ہو۔

''لے بھئی سندو، اپنے دوست پہنچ گئے۔'' میں نے خوش ہوتے ہوئے کہا

''یہ جو اسپیکر پر آئے ہیں، تمہیں کیسے پتہ وہ ہمارے دوست ہیں؟'' اس نے حیرت سے پوچھا، پھر خود ہی بولا، ''کوئی بھی ہوں یار، یہاں سے تو نکلیں گے۔''

''سمجھو، اب نکل گئے۔'' میں اعتماد سے کہا

اس نے دوبارہ پھر اعلان کیا۔ اس کا اعلان ابھی ختم نہیں ہوا تھا کہ ساحل کی طرف سے فائر ہونے لگے، کئی گنیں سیدھی ہوچکی تھیں۔ یہ اسپیکر والوں کو پیغام تھا کہ موت ان کے استقبال کے لئے موجود ہے۔

''جمال۔! یہاں پیچھے سے ہم نہ فائر کردیں، سینڈوچ بنادیں سالوں کو؟'' وہ نفرت سے بولا۔ مجھے لگا اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو رہا تھا

''صبر کرو، دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے۔'' میں نے کہا اور غور سے اس سارے ماحول کو دیکھنے لگا۔ ساحل کی طرف سے فائرنگ ہونے لگی تھی۔ لیکن اسپیکر کی طرف سے خاموشی تھی۔ اور وہ ابھی تک بالکل ساحل کے قریب بھی نہیں تھا۔ جیپوں کی آڑ میں کچھ لوگ کھڑے تھے اور ان کا رُخ سمندر کی جانب تھا، ان لوگوں کی پشت ہماری طرف تھی۔ آدھے گھنٹے سے زیادہ وقت گذر گیا۔ اکا دُکا فائرنگ ہوتی رہی۔ اس دوران میں نے تینوں گنوں کو لوڈ کر کے اپنے پاس رکھ لیا۔ یہ تو ممکن ہی نہیں تھا کہ میں نشانہ لوں اور ایک ہی گولی میں ایک بندہ نہ پھڑکے۔ میں دیکھ رہا تھا کہ میرے پاس بلٹ زیادہ تھیں اور وہ بندے بہت کم۔

وہ لوگ شاید اُکتا گئے تھے۔ اس لئے انہوں نے اسپیکر کی طرف مسلسل فائرنگ شروع کردی۔ میں سمجھ گیا تھا، وہ ان کی فائرنگ کی رینج میں نہیں تھا، ورنہ وہ اب تک اسپیکر کو نقصان پہنچا چکے ہوتے، اسپیکر والوں نے عقل مندی کی تھی کہ اب تک فائر نہیں کیا تھا، وہ اپنا اسلحہ ضائع نہیں کرنا چاہتے تھے۔ اب جو کچھ کرنا تھا ہمیں ہی کرنا تھا۔ میں نے ایک گن سندو کو دے کر کہا۔

''دیکھ۔! تو نے ہر فائر ایک نئی جگہ سے کرنا ہے، یہ اتنی تیزی سے ہو کہ وہ یہی سمجھیں کہ ہم دونوں فائرنگ کر رہے ہیں۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abghar.com

''میں سمجھ گیا، لیکن تم؟'' اس نے سر ہلاتے ہوئے پوچھا تو میں نے کہا

'' تم صرف یہ دیکھنا کہ وہ گرتے کیسے ہیں۔''

سندو گن لے کر مجھ سے کافی فاصلے پر چلا گیا۔ تیز روشنی میں ہر شے واضح دکھائی دے رہی تھی۔ میں نے نشانہ لیا اور ایک بندہ گر گیا۔ پھر میں رکا نہیں، مسلسل فائر کرتا رہا۔ میرے سامنے ہلچل مچ گئی۔ وہ اس اچانک اُفتاد پر وہ بوکھلا گئے تھے۔ شاید انہیں یقین نہیں تھا کہ ہم یہاں بھی ہو سکتے ہیں اور ان پر فائر بھی کر سکتے ہیں۔ وہ جیپوں کے اندر چھپ گئے۔ اندر سے جوابی فائر ہونے لگا۔ جو بلا شبہ اندھا دھند فائرنگ تھی۔ سندو اپنا کام کر رہا تھا۔ جس سے انہیں سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ فائر ہو کہاں سے رہے ہیں۔ میں نے جیپوں کے ٹائروں کا نشانہ لیا۔ جیسے ہی ٹائر پھٹے، انہوں نے جیپیں بڑھا دیں۔ لیکن وہ زیادہ دور نہیں جا سکے، کوئی کچھ فاصلے پر اور کوئی زیادہ فاصلے پر ریت میں دھنس گئیں۔ ساحل پر لاشیں بکھری پڑی تھیں۔

مجھے پورا یقین تھا کہ اسٹیمر سے یہ سارا منظر دیکھا جا رہا ہوگا۔ کیونکہ جس لمحے وہاں سے گاڑیوں نے حرکت کی وہاں سے راکٹ فائر ہوا، جو سیدھا ایک جیپ میں لگا تو اس کے پرخچے اڑ گئے۔ ایسی صورت حال میں جو بھی دوسری جیپوں کے اندر تھے، وہ نکل کر بھاگے۔ اسی اثنا میں ایک دوسرا راکٹ فائر ہو گیا۔ دوسری جیپ کے ساتھ ہی تیسری کو آگ لگ گئی۔ ساحل پر بھاگنے والے چار لوگ تھے۔ میں نے تین کو ہی گرایا تھا کہ ایک کو سندو نے مار گرایا۔

اب ہمارے پاس چھپے رہنے کا وقت نہیں تھا۔ میں محتاط انداز میں نکلا تو سندو بھی میرے پیچھے لپکا۔ ہم تیزی سے سمندر کی جانب بھاگے۔ میں دیکھ رہا تھا کہ اسٹیمر سے ایک کشتی ساحل کی جانب آنے لگی تھی۔ تقریباً دس منٹ میں ہم سمندر کی لہروں میں تھے، کشتی ہمارے قریب آ گئی اور میری توقع کے مطابق اس میں جسپال تھا۔ ہم بھاگتے ہوئے کشتی میں سوار ہوئے تو اس نے مجھے گلے سے لگاتے ہوئے بڑے جذباتی لہجے میں کہا

''تو ٹھیک تو ہے نا۔''

''میں ٹھیک ہوں، تو دیر مت کر جسپال، ہم اب مزید خطرے میں ہوں گے، جلدی کر'' میں نے جواب دیا تو اس نے فوراً ہی بوٹ کا رخ پھیرا اور واپس اسٹیمر کی جانب تیزی سے چل دیا۔

میں اسٹیمر کے عرشے پر کھڑا گہرے گہرے سانس لے رہا تھا۔ بوٹ اٹھا لی گئی تھی اور اسٹیمر واپسی کے لئے مڑ چکا تھا۔ ایسے میں ایک فربہ مائل، خوبصورت سی لڑکی میرے پاس آ کر بولی

''مجھے رونیت کور کہتے ہیں، آپ زخمی ہیں، نمی سے زخم خراب ہو سکتے ہیں، میں آپ کی ڈریسنگ کر دوں۔''

''وہ سندو، مجھ سے زیادہ زخمی ہے۔''

''میں نے اس کی ڈریسنگ کر دی ہے۔'' اس نے پرسکون لہجے میں کہا تو میں اس کے ساتھ چل دیا۔

اسٹیمر پر کافی لوگ تھے۔ عملے کے چند لوگوں کے علاوہ جسپال کے ساتھ آئے کچھ لوگ تھے۔ ڈریسنگ کے فوراً بعد ہمیں کھانے کو کافی

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abghar.com

کچھ مل گیا۔ کھانے کے دوران جسپال اور رونیت کور کے ساتھ سندو بھی تھا۔

''تم کس خطرے کی بات کر رہے تھے؟''جسپال نے پوچھا تو میں نے کہا

''ان کے پاس ہیلی کاپٹر ہیں۔ ممکن ہیں دو سے زیادہ ہوں، میرا اندازہ ہے کہ وہ کھلے سمندر میں.....''لفظ میرے منہ ہی میں تھے کہ ایک بندہ بھاگتا ہوا ہمارے پاس آیا۔اور تیزی سے بولا

''ہماری رینج میں ہیلی کاپٹر آرہا ہے۔دو چار منٹ میں واضح ہو جائے گا۔''

''اسے اس وقت تک کچھ نہیں کہنا، جب تک اس کی طرف سے فائر نہ ہو، اگر ایک بھی فائر ہوتا ہے تو اسے تباہ کر دو۔''میں نے تیزی سے کہا۔ یہ سن کر واپس وہ چلا گیا۔ہم نے کھانا وہیں چھوڑا اور کسی ممکنہ حملے کی جوابی کاروائی کے لئے تیار ہو گئے۔

ہمیں فضا میں ہیلی کاپٹر دکھائی دینے لگا تھا۔ عملے کا ایک بندہ راکٹ لانچر لئے تیار تھا۔ویسے بھی اسٹیمر کا اپنا ایک حفاظتی نظام تھا۔ ہم پوری طرح تیار تھے۔ہیلی کاپٹر ایک دائرہ میں گھوما اور دور چلا گیا۔ پھر جیسے ہی واپس ہوا تو اس میں سے ایک راکٹ فائر ہوا۔ جو سیدھا اسٹیمر کے اوپری اگلے حصے کو توڑتا ہوا سمندر میں جا گرا، تب تک نیچے سے تین راکٹ فائر ہوئے۔دو عملے کے لوگوں نے فائر کئے تھے اور ایک اسٹیمر سے ہوا۔دو فائر خالی گئے تھے لیکن تیسرا ہیلی کاپٹر کے درمیان میں لگا تھا۔ ایک دھماکا ہوا اور ہیلی کاپٹر گھومتا ہوا سمندر میں جا گرا۔

عملے کے لوگ جلدی سے فائر زدہ حصے کی جانب بڑھے۔ ایسا نقصان نہیں تھا کہ ہم سفر نہ کر سکتے۔

''ہم نے کتنی دیر کا مزید سفر کرنا ہے۔''میں نے عملے کے بڑے سے پوچھا

''ایک گھنٹہ مزید لگ سکتا ہے۔''

''ایسا ہی حملہ مزید ہو سکتا ہے۔ان کے پاس.....''میں نے کہنا چاہا لیکن وہ میری بات کاٹتے ہوئے بولا

''اب نہیں ہوگا، میں نے اپنی کمپنی کو بتا دیا ہے، وہ اور سمندری نگرانی کرنے والے ہماری حفاظت کے لئے آرہے ہیں، اب فضائی نگرانی ہوگی، آپ اطمینان رکھیں۔''اس نے تسلی دی تو میں عرشے پر پڑی ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔تبھی مجھے احساس ہوا کہ کم از کم میں یہاں غیر قانونی ہوں۔ مجھ سے تو بہت پوچھ گچھ ہوگی۔یہی بات جب میں نے جسپال سے کہی تو رونیت کور تیزی سے بولی

''اس کی آپ فکر نہ کریں، یہ بات پہلے ہی اس بندے سے ہو چکی ہے، جو اس اسٹیمر کا مالک ہے اور وہ کمپنی چلاتا ہے۔ عملے کے ساتھ آپ کو نکال لیا جائے گا۔آپ بے فکر ہو جائیں۔''

''تم یہاں تک پہنچے کیسے؟''میں نے جسپال سے پوچھا تو اس نے سندو کی طرف اشارہ کر کے کہا

''اس کی وجہ سے۔''یہ کہہ کر اس نے ساری بات اختصار سے بتا دی۔تبھی سندو کے چہرے پر زندگی دوڑ گئی۔وہ خوش ہوتا ہوا بولا

''یہ واہگرو کی مہر ہے کہ وہ پانچ پیارے بچ گئے۔شاید اسی وجہ سے مجھے زندگی مل گئی۔''یہ کہہ کر وہ چونکتے ہوئے بولا،''اس جزیرے کی لوکیشن کا پتہ کیسے لگا۔''سندو نے پوچھا تو جسپال نے کہا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''میں خود حیران ہوں۔ یہ کسی نمبر پر ٹریس نہیں ہوا، پھر بس غیبی مدد ملی اور ہم نے یہاں پہنچ گئے۔''اس نے کہا تو میں سمجھ گیا کہ اس کی غیبی مدد کون سی ہو سکتی تھی۔ اسے روہی سے بتایا گیا ہوگا۔ انہوں نے کیسے پتہ کیا، یہ بہر حال وہی جانتے تھے۔ وہ کہہ رہا تھا''کل بارہ بجے کے قریب ہمیں پتہ چلا تھا۔ اور پتہ ہے یہ جزیرہ کہاں ہے، ممبئی کے قریب، ہم چندی گڑھ سے ممبئی رات پہنچے اور رات ہی کے آخری پہر بندرگاہ سے نکلے تھے۔''

''چندی گڑھ سے ممبئی؟''میں نے پوچھا

''ہاں میں وہیں تھا، میں، رونیت اور ابھیت تینوں، اڑھائی گھنٹے کا فضائی سفر تھا، اس دوران ساری بات چیت ہوگئی۔ ہم تم لوگوں تک پہنچنے کے لئے تیار ہو گئے۔''جسپال نے بتایا تو سندو نے میری طرف دیکھ کو پوچھا

''جمال ایک بات پوچھوں؟''

''جتنی مرضی پوچھو۔''میں نے مسکراتے ہوئے کہا

''تم نے اچانک اس جزیرے سے نکلنے کا فیصلہ کیسے کر لیا۔ تم نے تو صرف اس باس سے ایک ملاقات ہی کی تھی، اور میرے خیال میں تم یہاں کے بارے میں جانتے تک نہیں تھے، تمہیں تو اتنا بتایا گیا کہ یہ جزیرہ کس قدر خطرناک ہے اور ہم نے دیکھا بھی کہ خطرناک ہے، یہ سب کیسے سوجھا تجھے کہ تم یہاں سے نکل سکتے ہو؟''اس نے الجھتے ہوئے پوچھا

''تم نے میرے ساتھ آنے فیصلہ کیوں کیا؟''میں نے دھیمے لہجے میں پوچھا

''میں یہاں سے تنگ آ چکا تھا، وہ آئے دن نئی کہانی سناتا تھا۔ مجھے اس کے کسی مقصد کا پتہ ہی نہیں چل رہا تھا، تم نے ہمت کی، تو میں نے بھی یہاں سے نکلنے کا فیصلہ کر لیا۔ بس ایک گمان تھا کہ تم یہاں سے نکلنے کی کوشش کر رہے تو تم میں کچھ ہے؟''اس نے پھر سے الجھتے ہوئے اسی لہجے کہا، جیسے اسے سمجھ نہ آ رہی ہو کہ وہ کہنا کیا چاہتا ہے اور پوچھنا کیا چاہتا ہے۔

''دیکھ سندو۔! تمہیں تو صرف گمان تھا، لیکن مجھے پورا یقین تھا کہ میں اس جزیرے سے نکل جاؤں گا۔''میں کہا تو وہ سر ہلا کر رہ گیا، پھر تیزی سے پوچھا

''یہ یقین کیوں تھا؟''

''اس کا مجھے بھی نہیں پتہ۔''میں نے اس سے چھپاتے ہوئے کہا

''آپ اس بندے سے پہلی بار ملے، پہلی ملاقات کے بعد ہی اس سے بغاوت کر دی، ایسا کیوں ہوا؟ آخر کیا دیکھا تھا کہ.....''رونیت نے پوچھا

''وہ انسانیت کا دشمن ہے رونیت، یہ بات مجھے پہلی ملاقات ہی میں معلوم ہو گئی تھی۔ اور بس۔''میں نے کہا تو وہ سر ہلا کر رہ گئی۔

مجھے اس سے غرض نہیں تھی کہ وہ مطمئن ہوئی یا نہیں لیکن مجھے اطمینان تھا۔ جس وقت مجھ سے اس بندے نے، جو خود کو آزاد کہتا تھا، بات کی تو مجھے اس مشاہدہ کی ساری حقیقت سمجھ میں آ گئی۔ جال میں پھنسے ہوئے جو کچھ میں نے دیکھا تھا، وہ سب آشکارا ہو گیا۔ وہ شیطان کا چیلا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تھا۔ مجھے سمجھ آ گئی تھی کہ اب مجھے کیا کرنا ہے۔ جس وقت میں نے اس کی بات سن کر، پورے اعتماد کے ساتھ اس جزیرے سے نکل جانے کا کہا تھا۔ اس وقت میرے ذہن میں یہی بات تھی کہ ابھی مجھ سے مزید کام لئے جانے ہیں۔ اب میں جو بھی ارادہ کروں گا، وہ ہو کر رہے گا۔ کیونکہ اب میرا ذاتی کوئی مقصد نہیں رہا تھا، میں نے اپنا آپ انسانیت کے لئے وقف کر دیا تھا۔

میں سندو اور رونیت کو سمجھانا بھی چاہتا تو نہیں سمجھا سکتا تھا۔ جب تک انسان اپنے بارے آگہی نہیں حاصل کر لیتا، اُس وقت تک اسے بہت سارے سامنے کی باتیں سمجھ میں نہیں آتیں۔ باتیں کرتے ہوئے، ہم ممبئی بندرگاہ تک آن پہنچے۔ وہاں ایک مرحلہ تھا جو طے ہوا۔ دوپہر کے بعد ہم وہاں سے نکل گئے۔

☆.....☆.....☆

جوہو کے علاقے میں موجود اشوک نگر کالونی میں ایک پرانے بنگلے میں ہم سب آن ٹھہرے تھے۔ وہاں میں، جسپال، سندو، رونیت کور اور ہرپال سنگھ تھے۔ ہم سب وہاں سے نکل سکتے تھے لیکن ایک تو یہ مسئلہ درپیش تھا کہ میں کیسے جا سکتا ہوں۔ دوسرا ابھی آزاد اور جزیرے والا معاملہ ختم ہوا نہیں لگتا تھا۔ سب سے پہلے سندو نے وہیں ٹھہرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ پھر سبھی نے چند دن وہیں رُک جانے کا فیصلہ کر لیا۔

میں ایک کمرے میں تھا۔ خوب آرام کر لینے کے بعد شام کے وقت جاگا تو بنگلے کے لان میں چند لوگ بیٹھے ہوئے دکھائی دیئے۔ میرے سامنے صوفے پر جین اور ٹی شرٹ پڑی ہوئی تھی۔ میرے سائیز کے جوتے نیچے دھرے ہوئے تھے۔ میں نہا کر فریش ہوا اور کپڑے پہن کر نیچے ڈرائینگ روم میں چلا گیا۔ جسپال ایک طرف بیٹھا ہوا تھا اور سندو ایک نوجوان سے باتیں کر رہا تھا۔ ان کی باتوں سے یہی انداز ہوا کہ وہ اسی کے لوگ تھے، جو گینگ ختم ہونے کے بعد ڈر کر ممبئی بھاگ آئے تھے۔ یہ سب کچھ اس کے مقامی دوست نے کیا تھا۔ وہ کون تھا ہمیں اس سے غرض نہیں تھی۔ سندو نے مہنگی شراب کی بوتل آدھی سے زیادہ چڑھالی ہوئی تھی۔ وہ پوری طرح مخمور تھا۔ تبھی وہاں کے ملازم نے کھانا لگا دینے کا کہا۔ رونیت اور ہرپال پہلے ہی وہیں موجود تھے۔ کھانے پر خاصا اہتمام کیا گیا تھا۔ کھانے کے دوران سندو پوری طرح سے خمار آلود تھا۔ تبھی میں نے پوچھا

"سندو، کیا تو نے یہ پتہ کیا ہے کہ یہ جزیرہ اب تک لوگوں کی، یا حکومت کی نظر میں کیوں نہیں آیا تھا، کیا کسی کو بھی نہیں پتہ تھا اس کا۔"

"یار ہم نے وہی دیکھا، جو اس نے ہمیں دکھایا، ایسے کئی جزیرے ہیں، جو کچھ لوگوں کی اپنی ذاتی ملکیت میں بھی ہیں۔ ہمیں یہی باور کرایا گیا کہ ہم دنیا کے پتہ نہیں کون سے خطے میں ہیں، تاکہ ہماری ہمت ہی نہ پڑ سکے وہاں سے بھاگ جانے کی۔" اس نے بڑی پتے کی بات کی تھی

"اور وہاں پڑے لوگ شاید اب بھی یہی سمجھ رہے ہوں گے۔" رونیت کور نے سمجھتے ہوئے کہا

"ممکن ہے، انہیں جانے دیا گیا ہو یا پھر وہ مار دیئے گئے ہوں، اب اس کی کوئی کھوج کرے گا تو پتہ چلے گا۔" اس نے چڑھی ہوئی آنکھوں سے میری طرف دیکھتے ہوئے ہنس کر کہا

"یار وہ اتنا طاقت ور آدمی ہے کہ مجھے پاکستان سے اٹھا کر اس جزیرے تک پہنایا اور کسی سرحد یا حکومت کا کوئی ردعمل نہیں ہوا۔"

میں نے حیرت سے پوچھا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''اس کے طاقت ور ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہوسکتا، لیکن وہ جو بھی تھا یا ہے، بڑے جرائم پیشہ لوگوں میں سے ایک تھا۔ یہ لوگ بہت بڑے پیمانے پر اسمگلنگ کرتے ہیں۔ یہ اس کی قسمت خراب تھی یا ہماری خوش قسمتی کہ ہم اس کے چنگل سے نکل آئے۔ ورنہ وہاں سے نکلنے کا کوئی چانس لگتا نہیں تھا۔'' سندو نے یوں کہا جیسے اسے بیتے ہوئے دن یاد آ گئے ہوں۔

''کون ہوسکتا ہے وہ شخص؟'' میں نے بالآخر وہ سوال کیا جس کے لئے میں نے اتنی تمہید باندھی تھی۔

''مجھے تھوڑا بہت شک تو ہے کہ وہ کون ہوسکتا ہے، وہاں پر دوسرے لوگوں کے اندازے تھے، اب ایک دو دن میں کنفرم ہو جائے گا، میں یہاں رُکا بھی اسی لئے ہوں، میں اسے چھوڑوں گا نہیں، جس نے میرا سارا سیٹ اپ تباہ کر کے رکھ دیا۔ وہ سالا گرباج، اسے بھی یہاں لایا جا رہا ہے، بائی روڈ، پتہ چل جائے گا۔ بس ایک دو دن میں، میرا مال ہڑپ کر جانے والا تھا نا، میں سکھاتا ہوں سالے کو سبق۔'' اس نے دانت پیستے ہوئے کہا

مجھے لگا اسے کافی چڑھ گئی تھی۔ میں اسے ٹوکنا نہیں چاہ رہا تھا۔ وہ نشے میں باتیں کرتا رہا۔ میں اور جسپال نے ڈٹ کر کھانا اور وہاں سے اٹھ گئے۔ رونیت کور پہلے ہی اٹھ گئی تھی۔ جبکہ ہرپال اس کے ساتھ باتوں میں مشغول ہوگیا۔ ہمیں ایک دوسرے سے بہت ساری باتیں کرنا تھیں۔ ہم دوسری منزل کے ایک ایسے کمرے میں آ گئے جہاں بنگلے کا لان دکھائی دے رہا تھا۔

''یار جمال ایک بات کی مجھے سمجھ نہیں آئی، یہ رونیت کافی ماہر ہے، اس نے بہت کچھ ہینک کیا، لیکن جزیرے کے نمبر سے کچھ معلوم نہ کر سکی، اس نے بتایا تھا کہ جزیرے پر کوئی خاص لہروں کی سیکورٹی ہے، لیکن روہی والوں سے کچھ نہ چھپ سکا، یہ کیسے؟'' جسپال نے پوچھا

''یہ تو وہی بتا سکتے ہیں۔'' میں نے جواب دیا

''یہ بات مذاق میں مت لو، ایسا کچھ ہے کہ ہم روہی والوں سے چھپ نہیں سکتے؟'' اس نے کہا

''کیا تم ان سے چھپنا چاہتے ہو؟'' میں نے پوچھا

''اوئے نہیں اوئے، میں یہ پتہ کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ایسا ہے تو ہمیں اس کا پتہ ہونا چاہئے۔ تاکہ.....'' اس نے کہنا چاہا تو میں نے کہا

''تم اپنا سر مت کھپاؤ، سمجھ لو کہ ایسا ہے، کیسے ہے، اسے چھوڑو، اگر ایسا ہے تو بہت اچھا ہے۔'' میں نے کہا

''ایک دوسری بات، اب جزیرہ تو گولائی میں تھا، ہمیں تو نہیں پتہ تھا کہ تم کہاں ہو۔ ہم نے ایک چکر لگایا، دوسرے چکر پر روہی کی طرف سے تمہاری لوکیشن بتا دی گئی کہ تم کہاں پر ہو، اسی وجہ سے ہم ایک خاص جگہ پر رک گئے، اور وہیں پر تم تھے، یہ کیسے؟'' اس نے الجھتے ہوئے پوچھا تو میں نے کہا

''دیکھو، مجھے اس کا جواب معلوم نہیں ہے، یا تو روہی فون کر کے پوچھ لو یا پھر جب ہم وہاں گئے تو پتہ کر لیں گے۔ اب بتاؤ پروگرام کیا ہے؟'' میں نے پرسکون ہوتے ہوئے اس سے پوچھا

''یار، بڑا دل کرتا ہے ہرپریت کو دیکھنے کے لئے، میں نے تو سوچا تھا کہ چندی گڑھ سے سیدھا اوگی پنڈ جاؤں گا، مگر یہاں تو ایک نیا ہی پھڈا ہوگیا ہے، پتہ نہیں کب مل سکوں گا ہرپریت کور سے۔'' اس نے جذباتی لہجے میں کہا تو میں ہنس دیا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''کل شام تک کی بات ہے، اگر اس آزاد کے بارے میں کچھ پتہ چلتا ہے تو ٹھیک، ورنہ ہم یہاں سے نکل چلیں گے۔ اس بار تو میں بھی اوگی پنڈ جاؤں گا۔ جہاں کچھ عرصہ میرا باپ رہا تھا۔'' میں نے بھی کافی حد تک جذباتی ہوتے ہوئے کہا تو کچھ دیر تک ہم میں کوئی بات نہیں ہوئی۔ پھر رات گئے تک ہم باتیں کرتے رہنے کے بعد سونے کے لئے لیٹ گئے۔

مجھے نیند نہیں آ رہی تھی۔ میں میلے والے میدان سے لیکر یہاں ممبئی آ جانے تک الجھا ہوا تھا۔ اس میں بہت ساری باتیں ایسی تھیں جو مجھے سوچنے پر مجبور کر رہی تھیں۔ میں جب جال میں پھنسا ہوا تھا، اس دوران جو مشاہدہ مجھے ہوا، وہ کسی مقصد سے خالی نہیں تھا، اس کا یقین مجھے اسی وقت ہو گیا تھا جب آزاد نے اپنی بات کی تھی۔ مجھے ابلیسی حربے سمجھنے میں ایک لمحہ بھی دقت نہیں ہوئی تھی۔ اس کے ساتھ ہی مجھے باقی مشاہدے کی بھی سمجھ آ رہی تھی۔ جزیرے سے نکلنے کا میرا اپنا فیصلہ تھا۔ مجھے یقین تھا کہ میں نے ارادہ کر لیا تو یہاں سے نکل بھی جاؤں گا، چاہے راستے میں جو بھی رکاوٹ آئی۔ میرا یقین ہی میرے کام آیا۔ میں عام حالات میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ میں ایسا کر گذروں گا، جو میں نے کر دیا۔ اس وقت میرے سامنے ایک ہی سوال تھا، کیا میرا یہاں آنا کسی مقصد کے لئے ہے؟ کیا مجھے اس پر سوچنا چاہئے یا پھر خود کو حالات پر چھوڑ دینا چاہئے؟ میں بے چین ہو گیا۔ میں اٹھ کر باہر آ گیا اور پھر چلتا ہوا اوپر چھت پر آ گیا۔ نم دار ہوا میرے چہرے سے ٹکرائی تو ذرا سکون محسوس ہوا۔ مجھے لگا جیسے میری بے چینی مجھے سوچنے پر مجبور کر رہی ہے اور کوئی ہے جو میرے اندر سے مجھے بہت کچھ سمجھانے کی کوشش کر رہا ہے۔ بڑی ساری چھت پر میں ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ چند لمحے بعد مجھے لگا جیسے میں مراقبے میں ہوں۔ میرے اندر سے اٹھنے والی آوازیں خاموش ہو گئیں۔ پھر کوئی کہنے لگا

انسان کے لئے علم سب سے اہم شے ہے۔ اسی باعث اسے اشرف المخلوق کا درجہ نصیب ہوا۔ کیونکہ یہ علم ہی شعور پیدا کرتا ہے۔ شعور کے ساتھ ہی انسان میں جذبہ پیدا ہوتا ہے جو اس کا ارادہ بنتا ہے۔ یہی ارادہ جب پختہ ہو کر یقین میں بدلتا ہے تو پھر وہ عمل کی صورت اختیار کر لیتا ہے، جس سے انسان کی پہچان ہوتی ہے کہ وہ کیا ہے؟ علم سے عمل تک کا سفر، سوچ کی کے ذریعے طے ہوتا ہے۔ وہ کون سی شے ہے جو علم سے عمل تک کا سفر طے کرواتی ہے؟ خوف، لگن، شوق، محبت، عشق، جنون ان میں سے جو بھی ہو، ویسا ہی عمل ہو گا۔ کوئی بھی سوچ انسان کے اندر پیدا ہوتی ہے۔ یہ انسان ہی کی عظمت ہے کہ اس میں سوچ اٹھتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کی اسمیں سوچ پہلے کہیں پڑی ہوئی ہے جو اپنا اظہار کرتی ہے۔

انسانی سوچ کے دو پہلو ہیں۔ ایک وہ اپنے بارے میں سوچتا ہے کہ وہ کیا ہے؟ وہ سامنے جو کچھ دیکھتا ہے وہ کیا ہے؟ وہ کیسے بنا؟ اس کے بنانے والا کون ہے؟ دوسری سوچ کا پہلو یہ ہے کہ وہ یہاں کیوں ہے؟ گویا وہ حال میں رہ کر ماضی اور مستقبل دونوں کے بارے میں سوچتا ہے۔ دراصل یہی انسان کی عظمت ہے کہ وہ سوچتا ہے۔ یہی سوچ اسے اپنے رب سے ملاتی ہے اور کائنات کی گتھیاں کھول کر اسے تسخیر کرتا چلا جا رہا ہے۔

انسانی سوچ جو اس کے اندر سے ابھرتی ہے دراصل اس کے خالق کا عطیہ ہے۔ جس سے انسان اپنی عظمتوں کو بھی چھو سکتا ہے اور پستیوں میں بھی گر سکتا ہے۔

خود انسان کو اس کا اپنا احساس دلانے والی قوت اس کے اندر ہی پڑی ہے۔ یعنی یہی سوچ، یہ سوچ صرف انسان ہی میں آ سکتی ہے۔ سوچ، شعور اور شخصیت بھی ایک سفر ہے۔ جو انسان کے اپنے ہی اندر پڑا ہوا ہے۔ یہی عطیہ خداوندی ہے اور یہی کن فیکون کا راز بھی ہے۔ یہ

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

حقیقت اپنی جگہ اٹل ہے کہ خالق اور مخلوق کا تعلق کوئی الگ نہیں کر سکتا۔ یہی سوچ ہے جو انسان کو اس کے اپنے مقامات، اس کی اپنی ہی صورت میں دکھائے جاتے ہیں۔ کیونکہ خود انسان میں نئے نئے مقامات پڑے ہیں۔ اسی صورت سے ان مقامات کا ظہور ہے۔ ظاہری مراتب کی حفاظت کے ساتھ مقام بھی اسی میں عیاں ہو کر عین ہو جاتے ہیں۔ انسان اپنے مقام کا تعین خود کرتا ہے اور جب تک وہ ماضی اور مستقبل میں برابر دیکھتا ہے، وہ مقام انسانیت پر فائز رہتا ہے، صرف ایک طرف دیکھنا، انسانیت کے زمرے میں گناہ ہے۔

یہی ذرہ خاک، جب سوچتا ہے تو آسمانوں سے بھی ماورا ہو جاتا ہے، آسمانوں کا رازداں بن جاتا ہے، یہی وہ سوچ ہے جو کائنات کی تسخیر کے لئے روبہ عمل ہے۔ جب وہ اپنے مستقبل کو اپنے ماضی سے جوڑتا ہے تبھی وہ رازداں بنتا ہے۔ اس سارے معاملے کی وضاحت صرف ڈی این اے جیسے ذرے سے ہو سکتی ہے، پورا ماضی اس کے اندر پڑا ہوا ہے، اور مستقبل بھی۔ کن فیکون کا رازداں ہونے اور اپنے اصل مقصد کو پہچاننے کے لئے ماضی اور مستقبل میں برابر جھانکنا ہوگا۔ کیونکہ یہی رَبّ تعالیٰ کی منشاء ہے۔ کیونکہ کن فیکون ہو رہی ہے، یہ لامحدود ہے، اور لامحدود قوتیں ہی انسان کو نوازی گئیں ہیں۔

یہ انسان کی فطرت ہے کہ وہ اپنے خالق کے بارے سوچتا ہے، اور یہ بھی فطرت ہے کہ اگلی کئی صدیوں کے منصوبے بنا کر روبہ عمل ہے۔ جو اس کو برابر رکھتا، وہ اپنے مقام کا تعین کر سکتا ہے اور کائنات اس کی ہر طرح سے مددگار رہو جاتی ہے۔ انسان اپنے اندر بڑی صلاحیتیں یوں دیکھ سکتا ہے جیسے ہر طرح کے سامان سے بھرے ہوئے تاریک کمرے کو روشن کر دیا جائے۔ پھر جس وقت جس شے کی ضرورت ہو وہاں سے لے سکتا ہے۔ یہ کوئی نئی یا انوکھی بات نہیں۔

میرے اندر خاموشی طاری ہو گئی۔ میں کافی دیر بیٹھا رہا، پھر اٹھ کر نیچے آ کر جسپال کے ساتھ بیڈ پر سو گیا۔

اگلے دن دوپہر تک سوتے رہنے کے بعد ہم نے لنچ اکیلے ہی کیا۔ سندو صبح سے غائب تھا۔ اس کے ساتھ رونیت اور ہرپال بھی تھے۔ سہ پہر کے بعد وہ آیا۔ اس وقت چائے پیتے ہوئے اس نے بتایا کہ چندی گڑھ میں جو کچھ اس کے پاس تھا، وہ سب بھی جوگر باج اور نیہا اگروال کے ہتھے نہیں چڑھا تھا، سب کچھ اس نے پروفیسر کو دے دیا تھا۔ وہ لوگ سکھ دھرم کے لئے کام کر رہے تھے۔ سکھ دھرم کے نام پر اس نے اپنا سب کچھ دان کر دیا تھا۔ وہ ایک قریبی گردوارے ماتھا ٹیکنے گئے تھے۔ پھر کچھ لوگوں سے ملنے اور شاپنگ کرنے کے بعد آئے تھے۔ وہ میرے اور جسپال کے لئے بھی سامان لائے تھے۔ وہ ساری روداد سنا چکا تو میں نے پوچھا

''آزاد کے بارے میں کچھ پتہ چلا؟''

''اس کے بارے میں ابھی کچھ پتہ نہیں چلا ہے۔ لیکن کچھ کڑیاں مل گئیں ہیں۔ اس کا پتہ چل جائے گا۔'' سندو نے گہری سنجیدگی سے کہا، پھر ایک دم سے بولا۔ ''وہ ابھیت سنگھ آ گیا ہے چندی گڑھ سے ممبئی بائی روڈ تقریباً پچیس گھنٹے کا سفر ہے جو اس نے کیا، گرباج کو لے کر پہنچ گیا ہوا ہے۔ اسے بے ہوشی کا انجکشن دے کر ایک لاش کے طور پر ایمبولینس میں رکھ کر لایا ہے۔''

''کہاں ہے وہ؟'' جسپال نے پوچھا

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''ابھیت تو سو رہا ہے۔ نیچے، تہ خانہ ہے ادھر، وہیں رکھا ہے گربا ج کو۔'' سندو نے کہا

سندو پتہ نہیں کیسے اس آزاد کے بارے میں پتہ کر رہا تھا، ایک دم سے میرے ذہن میں آیا کہ جسمیندر کو بہت زیادہ معلومات ہوتی ہیں، اس سے پتہ کیا جائے۔ چائے پی کر ہم اپنے کمرے میں گئے تو میں نے جسپال سے کہا۔ اس نے جا کر سندو کا فون لیا اور جسمیندر کو کال کی۔ اس نے ایسے کسی گینگ کے بارے میں لاعلمی کا اظہار کر دیا۔ سو شام ہونے تک کسی بھی قسم کی کوئی معلومات ہمیں نہ مل سکی۔ اب میرے پاس ایک ہی ذریعہ تھا اور وہ روہی کا تھا۔ اس وقت اس بنگلے میں نہ تو نیٹ کی سہولت تھی اور نہ ہی کوئی کمپیوٹر تھا۔ میں اور جسپال باہر نکل گئے۔ جاتے ہوئے میں نے سندو کا بتا دیا تھا۔

ایک ہوٹل کے نیٹ کیفے میں سہولت دستیاب ہو گئی۔ میری میل میں بہت ساری معلومات پڑی ہوئیں تھیں۔ فون نمبروں کی ایک فہرست کے ساتھ جو معلومات وہاں درج تھیں، اس کے مطابق وہ بظاہر ایک بین الاقوامی اسمگلرز کا گینگ تھا۔ خفیہ طور ان کا کی اکام تھا ابھی پوری طرح سمجھ میں نہیں آیا تھا۔ بظاہر یہ ایک امپورٹ ایکسپورٹ کی بڑی فرم تھی جزیرے پر جو بندہ ہمارے سامنے آیا، وہ محض ایک مہرہ تھا۔ اس گروہ کے اصل لوگ کہاں پر ہیں، یہ کسی کو معلوم نہیں تھا۔ جن لوگوں کے یہ نمبرز تھے، وہ اگرچہ سامنے کے لوگ تھے لیکن اپنے اپنے علاقے کے طاقتور لوگوں میں شمار ہوتے تھے، جو ان کے ساتھ مل کر کام کر رہے تھے۔ ممبئی میں دو ہی لوگ تھے، اور باقی مختلف شہروں کے۔ انہی میں ایک نمبر ایسا تھا، جس کے ساتھ یہ سب رابطہ کرتے تھے۔ وہ نمبر ممبئی شہر کے علاقے دادر کا تھا۔ ان کے بارے مزید معلومات لینے کی کوشش کی جا رہی تھی۔ اس کے ساتھ ہی مجھے ہدایات دی گئیں تھی کہ مجھے کیا کرنا ہے۔ ممبئی ہی میں ایک بندے کا فون نمبر دیا گیا تھا اور اس سے رابطہ کرنے کی بابت کہا گیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی وہ کوڈ تھے، جس سے میری اور جسپال کی شناخت ہوتی۔ میں نے وہ سارے نمبر نوٹ کر لئے۔ مجھے یوں لگ رہا تھا کہ میرے اندر ایک نئی قوت بھر گئی ہے۔ میں جسپال کے ساتھ ہوٹل سے نکلا تو بہت پر اعتماد تھا۔

ایک پی سی او سے میں نے اسی نمبر پر فون کیا۔ کچھ دیر باتوں میں کوڈ کے تبادلے کے بعد وہ مجھے پہچان گیا۔

''جاستی گھبرانے کا نہیں بڑو، اپن ہے ادھر۔ جرا سا ٹائم دو، اپن خود تیرے پاس ہوئیے گا۔'' اس نے خوشگوار لہجے میں کہا

''میں گھبرا نہیں رہا، بس جلد از جلد اس تک پہنچ جانا چاہتا ہوں۔'' میں نے کہا

''تو چل پھر ایسن کر، اپنی لوکیسن بتا، پھر دس منٹ بعد مجھے پھون لگا۔ چل۔'' اس نے کہا تو میں نے ادھر ادھر دیکھ کر اسے بتا دیا۔

''کتنے لوگن ہیں تیرے ساتھ؟'' اس نے پوچھا

''میں اور میرا دوست۔'' میں نے کہا

''چل دس منٹ بعد۔'' یہ کہہ کر اس نے فون بند کر دیا۔ دس منٹ بعد میں نے فون کیا تو اس نے مجھے ایک ٹیکسی کا نمبر اور ساتھ ہی اسے کہنے کے لئے کوڈ بھی بتایا۔ میں نے فون رکھ کر اطراف میں دیکھا۔ اسی نمبر کی ایک ٹیکسی کھڑی تھی۔ میں اس طرف بڑھ گیا۔

وہ ہمیں مختلف سڑکوں، بازاروں کے بعد ایک پرانے سے علاقے میں لے آیا۔ تنگ گلیوں سے ہوتا ہوا وہ ایک جگہ رک گیا۔ وہاں سے

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہم پیدل چلے۔ چھوٹی چھوٹی گلیوں میں سے ہوتے ایک پرانی طرز پر بنے مکان کے سامنے لے آیا۔ دیکھ بھال اس مکان کی اچھی تھی۔ لکڑی کے دروازے میں داخل ہونے کے بعد ایک لمبی ڈیوڑھی تھی۔ اس کے آگے بڑا سارا صحن تھا، ایک طرف سے سیڑھیاں چڑھ رہی تھیں۔ وہ ہمیں لیتا ہوا چوتھی منزل کی چھت پر چلا گیا۔ چھت کے درمیان میں چار پرانی کرسیاں، لکڑی کے بینچ اور چار پائیاں پڑی تھیں۔ چند لوگ ادھر ادھر بیٹھے ہوئے تھے، کچھ منڈھیروں کے ساتھ کھڑے گپیں لگا رہے تھے۔ ایک چار پائی پر ایک پتلا سا، لمبے قد کا ادھیڑ عمر شخص بیٹھا ہوا تھا۔ وہ ہمیں دیکھ کر اٹھ گیا۔ اس نے کرتا شلوار پہنا ہوا تھا۔

''ارے جانی بھائی کے گھر میں ویلکم، آؤ۔'' یہ کہہ کر وہ ہم دونوں سے گلے ملا۔ اس کے سامنے دھری چار پائیوں میں سے ایک پر ہم بیٹھ گئے۔ تو اس نے پوچھا

''جمال بھائی، بولو، رم، وہسکی یا......''

''نہیں، ایسا کچھ نہیں، بس ہم باتیں کرتے ہیں۔'' میں نے تیزی سے کہا

''چل چائے تو چلے گی یار۔'' یہ کہہ کر اس نے ایک لڑکے کو اشارہ کیا اور پھر متوجہ ہو کر بولا ''اپن کو بتایا، ادھر کوئی بڑا اسمگلر ہے، اور میرے بھیجے میں یہ بات نہیں گھس رہی، اکھا ممبئی میں کون اسمگلر ہے جیسے جانی بھائی نہیں جانتا، پر پھر بھی، جو کوئی بھی ہوئیں گا، ٹریس کرے گا۔ اور تم جو ڈیمانڈ کرے گا، دے گا، اپن کے پاس لڑکا لوگ بہت ہے، خلاص کرنا ہے، وہ بولو۔''

''پہلے تو مجھے ایک فون دو، کچھ کرنسی، اور ادھر سے باہر جانے کے لئے کوئی بھی شناخت تاکہ اگر ضرورت پڑے تو فوراً نکل سکوں۔''

''یہ تو ہو گیا، اور بولو۔'' اس نے مسکراتے ہوئے کہا

''اب ظاہر ہے جانی بھائی کوئی پلان کروں گا نا، تو بتاؤں گا، مجھے یہ گینگ کوئی چھوٹا موٹا نہیں لگتا، بہت پھیلا ہوا ہے، مجھے لگتا ہے یہ بھارت اور پاکستان میں دور تک پھیلا ہوا ہے۔'' میں نے اپنی رائے دی

''ارے یار، یہ جو ہم دونوں کا کنٹری ہے نا، یہ سالا میدان بنا ہوا ہے، وہ بول رہا تھا نا ادھر حکومت کرنے کا، وہ ٹھیک بولا، ورلڈ میں چند لوگن ہیں جو یہ سب سین پارٹ کر رہا ہے، اور یہ سب ادھر لڑ رہا ہے۔''

''میں سمجھا نہیں جانی بھائی۔'' میں نے اس کی بات کو سمجھنا چاہا۔ اسی دوران چائے آ گئی، جیسے پہلے ہی بنی ہوئی ہو۔ وہ ہم پینے لگے تو

وہ بولا

''دیکھ۔! یہ سالا ورلڈ ہے نا چار حصوں میں ہے، ایک یورپی یونین ہے، دوسرا امریکہ اور اس کے ساتھ کے لوگن، تیسرا چین اور اس کے ساتھ والے، اور چوتھا ہمارا کنٹری، یہ سمجھو سب کا ٹی نیٹ، پہلے تینوں، ادھر فائیٹ کر رہا ہے، سب پیسے کے لئے، اُن کے لوگن اتنا نہیں خلاص ہوتے جتنا ہمارا لوگن گاجر مولی بنے ہیں، یہ ہمارے کنٹری کے لوگ سمجھے نہیں ہیں، یہ اگر سمجھ گئے، خود کو پاورفل بنا لیا تو یہ بھی ان کے جیسا ہو جائے گا۔ اس میں یہ جو جیوش ہیں نا، یہ سب سے ڈرٹی ہیں، سارے ورلڈ میں ان کا گند ہے۔'' جانی بھائی خاصا جذباتی ہو گیا تھا۔ میں اس پر کچھ

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نہیں بولا، یہ بہر حال اس کی رائے تھی۔

''خیر دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے۔'' میں نے ایسے ہی کہہ دیا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا۔ پھر حتمی انداز میں کہا۔

''تم ایسن کرو، اپن کے ہوٹل میں ٹھہرو، ادھر بہت کام کا لوگن ہے، جو ڈیمانڈ کرے گا، وہ ہی ہوئیں گا۔'' یہ کہہ کر وہ اپنے ہی انداز میں سیاست اور سیاسی منظر نامے پر بھرپور گفتگو کرنے لگا، جس کی مجھے ذرہ برابر بھی سمجھ نہیں آئی تھی۔ اس دوران ہم نے چائے ختم کی تو میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''اچھا جانی بھائی، چلتا ہوں، رابطہ رہے گا۔''

''ارے کہیں نہیں جا رہا، اپن کے پاس ہی تو، ڈونٹ وری۔'' اس نے میرے دونوں ہاتھوں کو دباتا ہوئے کہا۔ میں پلٹ گیا۔ گلی میں آئے تو وہی ٹیکسی والا ہمیں واپس لے کر چل دیا۔ مجھے ذرا بھی پتہ نہیں چلا کہ ہم کن بھل بھلیوں میں گئے تھے اور وہاں سے کیسے بڑی سڑک پر نکل آئے۔ وہ ہمیں لیتا ہوا ایک فائیو سٹار ہوٹل میں آ گیا۔ میں اس بھل بھلیوں والے مکان اور اس ہوٹل کو دیکھ رہا تھا۔ سوچ رہا تھا کہ پتہ نہیں اس کے مزید کتنے کاروبار ہوں گے۔ وہاں اس مکان میں وہ پتہ نہیں کس حیثیت سے رہ رہا ہوگا۔ میں نے اس بارے سارے خیال جھٹکے اور اس ٹیکسی ڈرائیور کے ساتھ لابی سے ہوتا ہوا کاؤنٹر پر چلا گیا۔ اس نے بس ایک دو جملے کہے۔ پھر مجھے سلام کیا اور باہر کی جانب چل دیا۔ اگلے چند منٹ میں ہمارا وہاں اس طرح استقبال ہوا جیسے ہم وی وی آئی پی مہمان ہوں۔

تیسری منزل کے ایک سوئیٹ میں ہمیں ٹھہرایا گیا۔ میں نے حسب عادت کھڑکی کھول کر دیکھا، سامنے سمندر تھا۔ اگرچہ وہاں خاصی روشنی تھی، لیکن رات کے اندھیرے میں دور تک نہیں دیکھا جا سکتا تھا۔ تبھی مجھے خیال آیا کہ اس سارے دورانئے میں جسپال بالکل خاموش رہا تھا۔ اس نے کوئی بات نہیں کی تھی۔ میں نے دیکھا۔ وہ ایک صوفے پر بیٹھا اپنی سوچوں میں گم تھا۔

''کیا بات ہے جسپال، تم اتنے خاموش کیوں ہو؟''

''یار، ہم کیا کر رہے ہیں، یہ جو تو نے جانی بھائی سے مدد لی ہے، اس کا کیا فائدہ، تو کرنا کیا چاہتا ہے۔'' وہ ایک دم سے جوش میں بولا، جیسے ناراض ہو۔

''میں اس آزاد کو ڈھونڈ نکالنا چاہتا ہوں۔'' میں نے سکون سے کہا تو وہ تیزی سے بولا

''وہ ایک مہرہ تھا، وہ کہاں ملنے والا ہے۔ ابھی ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ اتنی جلدی میں ہم مار کھا سکتے ہیں، بہت سوچ سمجھ کر پلان کے ساتھ.....''

''ہی کریں گے میری جان۔ ابھی ہم بیٹھیں گے تو سب سمجھا دوں گا۔'' میں نے کہا تو ایک طویل سانس لے کر کچھ کہنا چاہتا تھا کہ دروازہ بجا۔ اس کے ساتھ ہی ایک ویٹر لڑکی ٹرالی گھسیٹتی ہوئی اندر آ گئی۔ اس نے لبوں پر مسکراہٹ سجاتے ہوئے کہا

''گڈ ایوننگ سر۔! یہ کھانا آپ کے لئے اور یہ فون۔'' یہ کہہ کر اس نے جیب میں سے ایک مہنگا سیل فون نکال کر جسپال کی جانب بڑھا دیا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abghar.com

۔اس نے پکڑا اور مجھے دے دیا۔تبھی وہ بولی۔''سر،میں آپ کی یہاں ہوسٹ ہوں۔جو چیز بھی چاہئے مجھے بتا دیں۔''

''فی الحال تو کچھ نہیں۔''جسپال نے کہا

''تو پھر آپ ایسا کریں کہ کھانے کے بعد تھوڑا تیار ہو جائیں۔میں ابھی آپ کے لئے ڈریس لاتی ہوں۔آپ کی تصویریں بنانے کے لئے ایک فوٹو گرافر آئے گا تو.....''اس نے بڑی ادا سے کہتے ہوئے بات ادھوری چھوڑ دی

''ٹھیک ہے۔''جسپال نے کہا تو وہ واپس مڑ گئی۔ اگلے دو گھنٹوں میں یہ سب ہو گیا۔بلاشبہ میرے نقلی کاغذات تیار ہونا تھے۔جسپال نے مجھ سے بات نہیں کی،وہ سکون سے سو گیا تھا۔جبکہ میں جاگتا رہا۔

وہ ایک روشن صبح تھی۔ہم خوب سونے کے بعد بہت فریش اٹھے تھے۔ناشتہ کر لینے کے بعد ہم وہاں سے جانے کے لئے تیار ہو چکے تھے۔ تھوڑی دیر وہ ویٹرس آئی،اس نے میرے کاغذات مجھے تھمائے،اس کے ساتھ چھوٹے بڑے پرانے نوٹوں کی چند گڈیاں مجھے دیں۔

''ہم ابھی یہاں سے نکل رہے ہیں۔''میں نے اسے بتایا تو اس نے پوچھا

''کہاں جانا ہے،میں اس کے لئے بندوبست کر دوں۔''اس نے میری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا تو میں جسپال کی طرف دیکھا،اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔تبھی میں نے فیصلہ کر لیا۔اس لڑکی کو اپنے کاغذات دیتے ہوئے کہا

''دو ٹکٹ،امرتسر کے لئے۔''

میرے یوں کہنے پر جسپال نے چونک کر میری طرف دیکھا،پھر ایک دم سے ہنس دیا۔میں نے مسکرا کر اسے دیکھا تو وہ اس لڑکی کے ساتھ باہر نکل گیا۔میں نے سندو کو بتا دیا کہ میں جا رہا ہوں۔بعد میں رابطہ کروں گا۔

☆.....☆.....☆

شام کے سائے پھیل رہے تھے،جب ہم اوگی پنڈ کے نزدیک پہنچ گئے تھے۔امرتسر پہنچتے ہی میرا جی چاہا کہ میں رتن دیپ سنگھ سے ملوں، اُن کے پاس کچھ دیر ٹھہروں،لیکن میں نے پھر کسی وقت ان سے ملنے کا سوچ کر ٹیکسی لی اور ترن تارن تک آئے۔یوں تین جگہ سے ٹیکسیاں بدلنے کے بعد اوگی پنڈ آن پہنچے۔سامان کے نام پر ہمارے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔اس لئے سڑک ہی سے ٹیکسی والے کو فارغ کیا اور پھر اوگی سے باہر کھیتوں میں بنی سرخ رنگ والی کوٹھی کے باہر پیدل چلتے ہوئے آن رکے۔باہر بنتا سنگھ بیٹھا ہوا تھا۔وہ جسپال کو دیکھ کر یوں چونکا جیسے کوئی جن دیکھ لیا ہو۔

''اُو بائی جی آپ،ایک دم سے،نہ کوئی پیغام نہ.....اور یہ آپ کے کیس.....؟''

''چل یار بنتے آ گیا ہوں نا،تُو سنا ٹھیک ہے نا،باقی باتیں پھر کریں گے۔''جسپال نے کیس والی بات گول کرتے ہوئے کہا تو اس نے گیٹ کھولتے ہوئے پوچھا

''سب ٹھیک ہے،واہ گرو کی مہر ہے،پر یہ کیس.....''

جسپال نے اس کی نہیں سنی۔ہم اندر چلے گئے۔ڈرائینگ روم میں ایک ادھیڑ عمر خاتون بیٹھی ہوئی تھی۔اس نے ایک نگاہ ہم دونوں پر ڈالی،

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abghar.com

وہ یوں ہمیں دیکھنے لگی جیسے بے ہوش ہو جانے والی ہو۔

''اوہ پھوپھو، رب کا نام ہے، چیخ نہ مار دینا، یہ میں ہی ہوں جسپال سنگھ۔''

''یہ سنتے ہی وہ اٹھی اور بڑے ہی جذباتی انداز میں اسے گلے لگالیا، وہ کافی دیر تک اُسے سینے سے لگائے رہی، پھر میری طرف دیکھ کر بولی

''یہ ہونہ ہو جمال پتر ہے؟''

''جی پھوپھو، میں جمال ہی ہوں۔'' میں نے کہا تو اس نے مجھے بھی گلے سے لگالیا

''یہ پترا چانک، فون تو کیا ہوتا۔ اتو جیت تجھے لینے.....'' گلجیت کور نے کہنا چاہا تو جسپال جلدی سے بولا

''وہ ہے کدھر؟''

''وہ تو باہر ہی گیا ہے، ہر پریت ہے۔'' لفظ اس کے منہ ہی میں تھے کہ ہر پریت کور کسی طوفان کی طرح آئی اور پھر ایک دم سے رک کر جسپال کو دیکھنے لگی جیسے پہچاننے کی کوشش کر رہی ہو

''یہ میں ہی ہوں پریتو۔'' جسپال نے بڑے شوق سے کہا

''پر تو وہ جسپال نہیں جو یہاں سے گیا تھا۔'' اس نے جس انداز سے کہا، اس سے وہ مجھے کٹر مذہبی لگی

''میں وہی ہوں، پتہ نہیں کس طرح اپنا آپ بچا کر لایا ہوں، چل، مجھے نہ مل، جمال کو تو مل لے۔'' جسپال نے جیسے ہی میرا تعارف کرایا وہ میری طرف یوں دیکھنے لگی جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو

''جمال ویرے۔'' یہ کہتے ہوئے وہ میرے گلے لگ گئی۔ پھر الگ ہوتے ہوئے بولی، ''بہت یاد کرتے تھے ہم تمہیں۔ پر یہ اچانک.....''

''ساری باتیں ابھی پوچھ لوگی یا بیٹھنے بھی دوگی۔'' جسپال نے مصنوعی غصے میں کہا

''تمہیں تو بے بے جی ہی بیٹھنے کو کہے گی، میں نہیں، جمال ویرے تُو بیٹھ، میں لسی لے کے آتی ہوں۔'' یہ کہہ کر وہ اندرونی کمرے کی طرف چلی گئی۔ جسپال صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولا

''بہت غصے میں لگتی ہے یار۔''

''چل منانے میں بھی وقت لگے گا۔'' میں نے کہا تو گلجیت کور بیٹھتے ہوئے بولی

''رب کی بڑی مہر ہے پتر کہ تو آ گیا، روز پتہ نہیں کیسے کیسے خیال آتے تھے، بڑا سر کھاتی رہی ہے ہر پریت میرا، کبھی اِدھر کی بات تو کبھی اُدھر کی بات۔''

''لگتا ہے پھوپھو، اب تو پیروں میں جیسے سفر بندھ گیا ہے، ایک دن بھی سکون سے نہیں گذرا۔ خیر آپ سناؤ، اُوگی میں سب ٹھیک ٹھاک ہے نا۔'' جسپال نے ایک لمبی سانس لے کر کہا

''سب ٹھیک ہے،'' یہ کہہ کر وہ اُٹھتے ہوئے بولیں، ''تم بیٹھو، میں تمہارے کھانے کا بندوبست کرتی ہوں۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abqhar.com

انہیں گئے ذرا سی دیر ہوئی تھی کہ ہرپریت کور آ گئی۔ اس کے ہاتھ میں ٹرے تھا، جس میں کافی کچھ تھا۔ وہ ہمارے سامنے رکھ کر بولی

''جمال ویرے، یہ اچانک آنا، کوئی سامان نہیں جس سے باقاعدہ سفر کی پلاننگ کا احساس ہو، لگتا ہے کوئی معاملہ ٹھیک نہیں؟''

''یہ تو جاسوس کب کی ہوگئی ہے؟ اب آ گئے ہیں تو سب کچھ بتا دوں گا، کیوں پریشان ہوتی ہے۔'' جسپال نے شرارت بھرے غصے میں کہا

''میں تم سے بات ہی نہیں کر رہی پھر تو جواب کیوں دے رہا ہے۔'' وہ منہ پھلا کے بولی

''اچھا چل، ختم کر دے غصہ، اور میرا ایک کام کر دے۔'' میں نے ہرپریت کی طرف دیکھ کر کہا

''بول ویرے کیا کام ہے؟'' اس نے جلدی سے پوچھا تو میں نے کہا

''ایک الگ تھلگ کمرہ، میں نے اس جسپال کے ساتھ نہیں رہنا، یہ بہت بور کرتا ہے۔'' میں نے کہا تو جسپال ایک دم سے ہنس دیا اور ہرپریت میری بات سمجھتے ہوئے ایک دم سے شرما دی، پھر اٹھتے ہوئے بولی

''آپ لسی پئیں، میں کمرہ ٹھیک کر دیتی ہوں۔''

وہ چلی گئی تو میں لسی پیتے ہوئے سوچ میں پڑ گیا۔ اگلے چند گھنٹے بہت اہم تھے۔

دوسری منزل پر کمرے کا ماحول بہت خوشگوار تھا۔ میں بیڈ پر بیٹھ گیا اور اپنے سامنے لیپ ٹاپ رکھ لیا۔ کچھ ہی دیر بعد میرا روہی سے رابطہ ہو گیا۔ روہی کے آپریشن روم میں سرمد کے علاوہ دو تین مزید لوگ بھی تھے۔ کچھ دیر اس معاملے پر بات ہوتی رہی۔ پھر میں نے اپنا خیال بتایا۔ وہ انہوں نے مان لیا۔ میں پوری طرح تیار ہو گیا۔

میرے سامنے پاکستان اور بھارت کے مختلف شہروں کے ان لوگوں کے نمبر تھے، جو اس نام نہاد امپورٹ ایکسپورٹ کمپنی چلانے والوں کے بڑے تھے۔ بلاشبہ وہ کوئی عام لوگ نہیں تھے۔ میں نے ان میں سے آٹھ شہروں کے لوگوں کے نام چنے۔ میں نے سب سے پہلے جانی بھائی سے رابطہ کیا۔ میں نے جب اس سے مدد چاہی تو وہ ایک دم سے پرجوش ہو گیا۔ وہ میرے ساتھ رابطے میں رہا۔ ممبئی کے دو لوگوں کے بارے جانی بھائی کو کہہ دیا، اس نے ایک گینگ بنا کر مجھے اس کا نمبر دے دیا۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد اسی مناسبت سے مجھے روہی سے ان لوگوں کے نمبر ملنے لگے جو مقامی طور ان کا وہاں مقابلہ کر سکتے تھے۔ جیسے جیسے مجھے ان لوگوں کے نمبر ملتے گئے، میں ان سے رابطے کرتا گیا۔

پوری رات یہی سلسلہ چلتا رہا۔ جسپال کو پتہ تھا کہ میں کیا کر رہا ہوں، اس لئے اس نے ہرپریت اور انوجیت کو اپنے ساتھ مصروف رکھا، اور پھر اسے ہرپریت کو بھی منانا تھا۔ اس لئے مجھے کسی نے بھی ڈسٹرب نہیں کیا۔ رات کے آخری پہر جب میں نے اپنے طور پر سارے انتظام کر لئے، اور ان لوگوں کے ذمے کام لگا دیئے تو مطمئن ہو گیا۔ لیکن نیند میری آنکھوں سے اب بھی کوسوں دور تھی۔ میں رات بھر ان کے ساتھ رابطے میں رہا۔

اگلی صبح، ابھی سورج نہیں نکلا تھا۔ میں نے اُوگی کی روشن صبح کا مزہ لیا۔ سب کے ساتھ ناشتہ کیا اور پھر سے کمرے میں آ گیا۔ میں نے ایک بار پھر سے رابطہ کرنا شروع کر دیا۔ سب نے ان آٹھوں کے بارے میں بتا دیا کہ وہ کون ہیں، اور ان کے معمولات کیا ہیں، وہ کس وقت اپنے

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

آفس جاتے ہیں۔ میں نے ان سب کو شوٹ کر دینے کا کہا تھا اور انہوں نے اسی مناسبت سے اپنا اپنا خیال دیا۔ دن کے دس اور گیارہ کے درمیان یہ کام ہونا تھا۔ سبھی نے گھر، آفس کے پاس یا راستے ہی کا پلان کیا تھا۔ اور میں اس پر مطمئن تھا۔

دس بجے کے بعد مجھے سب سے پہلے چندی گڑھ ہی سے پروفیسر کے لوگوں نے بتایا کہ یہاں وہ بندہ پار کر دیا گیا ہے، جس کے بارے میں بتایا گیا تھا۔ پھر آدھے گھنٹے کے اندر اندر آٹھوں جگہوں سے یہ خبر مل گئی۔ سب نے کامیابی سے وہ مشن پورا کر دیا تھا۔ تبھی میں نے روہی کی مدد سے ممبئی شہر کے علاقے دادر میں موجود اس بندے کا نمبر ملایا جن سے ان سب کے رابطے تھے۔ تھوڑی دیر بعد رابطہ ہوتے ہی میں نے کہا

''ہیلو، پریم ناتھ۔! کیسے ہو؟''

''کون ہو تم، اپنا تعارف کراؤ، اور کہاں سے بات کر رہے ہو۔'' اس کا لہجہ حقارت بھرا تھا

''اس خطے پر حکومت کرنے کا خواب تم لوگ دیکھ رہے ہو، اور پوچھ مجھ سے رہے ہو کہ میں کہاں سے بات کر رہا ہوں، میں نے تم جیسے احمق لوگ نہیں دیکھے؟'' میں نے انتہائی طنز سے کہا

''کون ہو تم اور کیا چاہتے ہو؟'' اس بار اس کے لہجے میں کافی حد تک تجسس تھا۔

''اتنی جلدی بھی کیا ہے، ابھی تو صرف آٹھ لوگ کام آئے ہیں، یہ تو شروعات ہے۔'' میں نے طنزیہ کہا

''کیا کہہ رہے ہو تم؟'' وہ وحشت سے بولا

''صرف میری سنو پیادے، چاہتا میں یہ ہوں کہ اپنے بڑوں سے میری بات کراؤ، یا اپنے جیسے اس پیادے کو میرے حوالے کرو، جو اپنا تعارف آزاد نام سے کرواتا ہے۔'' میں نے نفرت سے کہا

''اوہ۔! تم وہی تو نہیں ہو، جو اس کے جزیرے سے بھاگ گئے تھے۔ ہم خود تیری تلاش میں ہیں۔'' وہ تیزی سے بولا

''تو پھر آؤ، ملیں کہاں ملنا ہے؟'' میں نے اس کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا

'' اس کا مطلب ہے تمہیں اپنی جان پیاری نہیں؟'' اس نے غصے میں کہا

''بالکل بھی نہیں پیاری، میں نے اپنا تعارف آٹھ لوگوں سے کروا دیا ہے، امید ہے کہ ان کے بارے میں اطلاعیں مل گئیں ہوں گئیں، اپنے بڑوں سے بات کر کے مجھے بتاؤ، کہاں ملنا ہے یا اپنا سیٹ اپ ختم کر کے، برصغیر پر حکومت کرنے کا خواب پھر خواب ہی رہنے دینا ہے۔'' میں نے کہا

''دیکھو، ہم تمہیں اپنا حصہ بنانا چاہ رہے ہیں اور تم دشمنی کر رہے ہو، تم شاید جانتے نہیں، ہم شام سے پہلے تمہارا اور تمہارے ساتھ جڑے لوگوں کا اس دنیا سے خاتمہ کر دیں گے۔'' اس نے پھر سے کہا

''چلو پھر میں شام کے بعد تمہارے ساتھ رابطہ کرتا ہوں، اپنے باقی لوگوں کو الرٹ کر دو۔'' یہ کہہ کر میں فون بند کر دیا۔

فی الحال مجھے بس اتنا ہی کرنا تھا۔ ان کے سارے سیٹ اپ کی چولیں ہل گئیں تھیں۔ انتقاماً وہ کچھ بھی کر سکتے تھے۔ میں نے سرمد کو نور نگر

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کے بارے میں کہا تو اس نے وہاں کی سیکورٹی کے بارے مجھے تفصیل سے بتا دیا۔ وہاں ہر طرح سے خیریت تھی۔ کسی بھی ناگہانی صورت حال کے لئے نپٹنے کا پورا انتظام تھا۔ میں مطمئن ہو گیا۔

جانی بھائی کی بات کافی حد درست تھی اور وہ لوگ جو برصغیر پر حکومت کے خواب دیکھ رہے تھے، انہوں نے یہ خواب ایسے ہی نہیں دیکھ لیا تھا۔ اس سارے خطے پر جو لوگ حکومت کر رہے ہیں یا طاقت جن کے ہاتھوں میں ہے، وہ زیادہ تر موروثی ہیں۔ جتنی بھی سیاسی پارٹیاں ہیں، ان کے جو بڑے لیڈر ہیں، ان میں زیادہ تر موروثی خاندان ہیں یا پھر ان کے پروردہ لوگ۔ یہ سب نفرت کی سیاست کر رہے ہیں۔ ایک دوسرے کو کچلنے اور نیست و نابود کر دینے کے سوا انہیں بات ہی کوئی نہیں آتی۔ لیکن ایسی کوئی مثال نہیں ملتی جس سے انہیں کچھ ہوا ہو، ہاں مگر ان میں چند ایسی مثالیں ہیں، جنہیں بیرونی طاقتوں نے مقامی لوگوں کے تعاون سے ختم کیا۔ یہ بات کو سمجھنے کی واضح دلیل ہے کہ اس موروثی سیاست کو مضبوط سے مضبوط تر کیوں کیا کیا جا رہا ہے؟ کوئی طاقت ایسی ہے، جو انہیں سہارا دیئے ہوئے ہے تا کہ ان کے ایجنڈے پر کام ہوتا رہے۔ دوسری طرف سارے خطے میں عوام کے وہی مسائل ہیں، غربت، بیماری، بے روزگاری، دولت کی غیر منصفانہ تقسیم، کرپشن ایسے ناسور اب تک قوموں کے بدن پر سے بہہ رہے ہیں۔ حکمرانوں اور عوام کے درمیان جو طبقہ ہے، وہ زیادہ ظالم ہے۔ وہ حکمرانوں اور عوام کے درمیان اپنا مفاد رکھ کر دونوں کو اندھا کئے ہوئے ہیں۔ ذات پات، قوم پرستی، فرقہ واریت، مذہبی جنونیت، عصبیت، ان سب کو پروان کون چڑھا رہا ہے؟

ایسے میں بیرونی طاقتیں، اپنا اثر رسوخ انہی لوگوں پر استعمال کرتی ہیں جو طاقت ور ہوتے ہیں۔ انہی کے ساتھ مل کر اپنے منصوبے پورے کرتے ہیں۔ ایک چھوٹی سی مثال کے ذریعے بات سمجھی جا سکتی ہے کہ سن چوہتر میں اسلامی سربراہی کانفرنس لاہور میں اسلامی دنیا کے لئے جو پلان ترتیب دیا گیا تھا۔ بینکنگ سے لیکر نیوز ایجنسی تک، کاروباری معاملات سے لے کر کرنسی تک کو طے کر لیا گیا تھا۔ مگر کچھ بھی نہ ہو پایا، سب کچھ کاغذوں میں رل گیا اور حالات ہی بدل گئے۔ وہ پلان آج یورپی یونین کی صورت میں دنیا کے سامنے ہے۔ یہ سب کیسے ہوا؟ اس سوال کو لے کر چلیں تو بہت سارے معاملات سامنے کھلتے چلے جاتے ہیں۔ یہ خطہ میدان کارزار بنا ہوا ہے، یہاں کی نسلیں اپنوں ہی کے تسلط میں ہیں، نفرت کی سیاست نے دماغوں کو ماؤف کر کے رکھا ہوا ہے۔ اور سب سے زیادہ خون یہیں بہہ رہا ہے؟ یہیں سب سے زیادہ آلہ کار بھی پیدا ہو رہے ہیں۔ جو اپنی طاقت کے لئے انسانیت کے دشمن بنے ہوئے ہیں۔ میر جعفر اور میر صادق تو آج کے منافقین کے سامنے بونے لگتے ہیں۔

☆......☆......☆

جسپال کے کمرے میں ہرپریت بیڈ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے جو بھی اور جیسی بھی تھی، اپنی روداد سنا چکا تو ہرپریت نے اس کے چہرے پر دیکھتے ہوئے کہا

''تو اس لئے تو نے کیس کٹا دیئے؟''

''لیکن میرے اندر جو سکھ ہے، وہ تو ویسا ہی ہے نا؟'' جسپال نے جذباتی انداز میں کہا

''وہ تو ٹھیک ہے لیکن اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ تو اب بھی یہاں نہیں رہے گا، چلا جائے گا، میرا انتظار تو جیسے تھا، ویسا ہی رہے گا۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abqhar.com

ہرپریت نے اپنی سوچ کے مطابق نتیجہ نکالتے ہوئے کہا

''یہ تیرے سامنے ہے، میں اب اس مشن سے پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔'' جسپال نے فیصلہ کن لہجے میں کہا

''تو پھر میں بھی سکھنی ہوں، میرا فیصلہ بھی سن لے، میں تیرا انتظار کروں گی، اور تیرے انتظار میں چاہے مجھے موت آ جائے۔'' اس نے بھی حتمی انداز میں کہہ دیا

''تو پھر، غصہ کس بات کا، آؤ، جو ذرا سا وقت ہمیں ملا ہے، اسے خوشی خوشی گذار دیں۔ پھر پتہ نہیں یہ لمحات دوبارہ ملیں گے بھی یا نہیں۔'' جسپال نے اس کی جانب ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا تو وہ چند لمحے رکی رہی پھر اس کے سینے سے جا لگی۔ نجانے کب کے رُکے آنسو تھے جو بہہ نکلے یا پھر آنے والے وقت کا احساس کے وہ رُودی تھی۔ جو بھی تھا، وہ جی بھر کے روئی تھی۔ جب جی ہلکا ہو گیا تو اس سے الگ ہوتے ہوئے بولی

''تو ٹھیک کہتا ہے جسپال، محبت قربانی مانگتی ہے اور میں قربانی دینے کو تیار ہوں۔''

''چل اب یہ جذباتی باتیں ختم کر اور تیار ہو جا، جالندھر چلتے ہیں، کچھ شاپنگ کریں گے، کچھ کھائیں پئیں گے پھر واپس آ جاتے ہیں۔'' جسپال نے کہا

''مجھے کوئی شاپنگ نہیں کرنی، کھانے پینے کو یہاں بہت کچھ ہے۔ ہمیں پہلے دلبیر سنگھ سے ملنا ہے، پھر اس کے بعد ایڈووکیٹ گل سے۔ یہاں کی تمہاری جائیداد کے بارے میں ابھی کچھ مسئلے ہیں، وہ حل ہونے والے ہیں۔'' ہرپریت نے اسے کہا تو وہ سر ہلا کر رہ گیا

''تیرے ساتھ جانا ہے تو جدھر لے جا۔'' جسپال نے شوخی سے کہا

''وہ جمال کو ساتھ.....'' ہرپریت نے کہنا چاہا تو جسپال نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا

''اُو چھوڑ اُسے، اُسے سونے کی بیماری ہے، اسے سونے دے، ہم تب تک آ جائیں گے۔''

''ٹھیک ہے۔'' وہ ایک دم سے مان گئی اور نکودر جانے کے لئے تیار ہو گئی۔ انہوں نے جاتے ہوئے وہ دلبیر سنگھ سے ملتے ہوئے جانا تھا۔

☆.....☆.....☆

سورج ڈوب چکا تھا۔ کچھ دیر پہلے انوجیت میرے پاس سے اٹھ کر گیا تھا۔ میں کمرے میں پڑا تھا، پھر ہوا خوری کے لئے اوپر چھت پر چلا گیا۔ مغرب کی جانب اوگی پنڈ پھیلا ہوا تھا، جو قصبے کی صورت اختیار کر گیا تھا۔ میں کچھ دیر وہاں چہل قدمی کرتا رہا پھر ایک کرسی پر بیٹھ کر روہی کی مدد سے پریم ناتھ سے رابطہ کرنے کو کہا۔ لیکن اس سے پہلے میں نے نورنگر کے بارے میں تسلی کر لی۔ وہاں بالکل سکون تھا۔ پریم ناتھ جیسے میرے ہی انتظار تھا۔

''جو ہونا تھا سو ہو گیا، ہم تم سے اب بھی دوستی چاہتے ہیں۔'' وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولا

''کیا تمہارے بڑوں کا یہی فیصلہ ہے۔'' میں نے پوچھا تو وہ بولا

''ظاہر ہے، یہ فیصلہ ہوا تو میں تمہیں آگاہ کر رہا ہوں۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abghar.com

''اب اپنے بڑے کے بارے میں تم مجھے بتاؤ گے یا میں اسے خود تلاش کرلوں۔''میں نے پوچھا

''اسے تو ہم نے بھی نہیں دیکھا، اگر تم تلاش کرسکو تو شوق سے؟''اس نے جواب دیا

''یہ بات تم خود کہہ رہے ہو یا پھر اپنے بڑوں کی مرضی سے۔''طنزیہ انداز میں کہتے ہوئے میں نے قہقہہ لگا دیا۔

''تم انہیں تلاش نہیں کرسکتے، اس لئے بات مذاق میں ٹال رہے ہو۔''اس نے طنز کیا

''تمہارا وہ مہرہ آزاد، اس نے بھی مجھ سے ایک وعدہ کیا تھا، کہاں ہے وہ، تاکہ وہ میرے ساتھ کئے ہوئے وعدے کو نبھائے۔''میں نے پوچھا

''افسوس، وہ اب اس دنیا میں نہیں رہا، خیر تم اگر ہمارے ساتھ دوستی کرتے ہو تو بات آگے بڑھائیں؟''اس نے پوچھا

'' تم لوگوں کی وجہ سے میرا اب تک دس ملین ڈالر سے زیادہ خرچ ہو چکا ہے، پہلے وہ دو، پھر بات کرتے ہیں۔''میں نے کہا تو وہ اگلے ہی لمحے بولا

''بولو، کہاں دینے ہیں۔''

''کہاں دے سکتے ہو؟''میں نے پوچھا

''پاکستان اور بھارت میں کہیں بھی۔''اس نے کہا

''تو ٹھیک ہے، ممبئی کے جوہو میں اشوک نگر کی سٹریٹ تھری پر جو بنک ہے، اس میں رقم ڈال دو، کل دس بجے تک۔ اکاؤنٹ نمبر تم تک پہنچ جائے گا، باقی باتیں پھر کرتے ہیں۔''میں نے کہا اور فون بند کردیا۔ روہی والے بھی ہمارے درمیان ہونے والی باتیں سن چکے تھے۔

جس وقت میں بات کر رہا تھا، اس دوران جسپال کو رونیت کور کا فون آیا۔ وہ مجھ سے بات کرنا چاہ رہی تھی۔ وہ اس وقت نکودر میں ایڈووکیٹ گل کے پاس تھا۔ اس کے بتانے پر میں نے رونیت کور کو فون کیا۔

''تم نے جس کمپنی کے بارے میں کہا تھا، میں نے اسے ہیک کرکے اس کے بارے میں ساری معلومات لے لیں ہیں۔ اس بارے ساری تفصیلات میں نے میل کردی ہیں۔'' اس نے تیزی سے بتایا تو میں نے پوچھا

''رونیت، تم نے کبھی گاؤں کی زندگی دیکھی ہے، مطلب کبھی وقت گذارا ہے گاؤں میں؟''

''مجھے نہیں یاد کہ میں نے گاؤں میں کہیں ایک آدھ دن سے زیادہ وقت گذارا ہو۔''اس نے حیرت بھرے انداز میں بتایا

''ٹھیک ہے، میں تفصیلات دیکھ کر بتاتا ہوں کہ تمہیں یہاں گاؤں میں آنا ہوگا یا پھر میں ممبئی آجاؤں، کیسا ہے؟''میں نے پوچھا

''تم ہی یہاں آجاؤ، یہاں موسم زیادہ اچھا ہے، انجوائے کرنے کا موقعہ زیادہ ملے گا۔''اس نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا تو میں سمجھ گیا وہ کیا چاہتی ہے۔، کچھ دیر اس کے ساتھ مزید بات کرکے میں نے فون بند کردیا۔ مجھے کوئی اندازہ نہیں تھا کہ اگلے دن کے بعد کیا کرنا ہوگا۔ نجانے کیوں مجھے احساس ہو رہا تھا کہ مجھے اب اپنے لئے زندگی نہیں گزارنی۔

میں چھت سے نیچے آیا تو بوتی دروازے میں کھڑی تھی۔ اس نے مجھے دیکھا تو بولی

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abghar.com

''بڑی بی بی ،آپ کو کھانے کی میز پر بلا رہی ہیں۔''

''باقی لوگ؟''میں نے پوچھا

''ان میں کوئی بھی نہیں ہیں ،وہ اکیلی بیٹھی ہیں۔''اس نے بتایا تو میں بجائے کمرے میں جانے کے اس کے ساتھ ہی چل دیا۔راستے میں اس نے مجھے بتایا کہ انوجیت رات دیر سے آئے گا،اور وہ دونوں ابھی نکودر سے ہی نہیں نکلے۔انہیں بھی دیر ہو جائے گی۔میں جب کھانے کی میز پر پہنچا تو کلجیت کور اکیلی بیٹھی ہوئی تھیں۔

''آجا پتر،کھانا کھائیں۔ان میں تو آج کوئی بھی نہیں۔''انہوں نے کہا تو میں نے ہنستے ہوئے کہا

''ہر سکھ اپنے آپ کو سوا لاکھ کہتا ہے۔آپ مجھے دو لاکھ سمجھ لو،آپ دو لاکھ کے ساتھ پرشاد سے شکھ رہے ہو۔''میرے یوں کہنے پر وہ کھلکھلا کر ہنس دیں۔کھانا مزے کا تھا۔اس دوران کلجیت کور سے باتیں بھی چلتی رہیں۔وہ ایک دردمند دل رکھنے والی تحمل مزاج خاتون تھیں۔

کھانے کے بعد میں دوبارہ کمرے میں آ گیا۔اس وقت میں نے رونیت کور کی تفصیلات دیکھ لیں تھیں ،جب جوتی میری سائیڈ ٹیبل پر چائے رکھ گئی۔ان تفصیلات میں کچھ نہیں تھا،سوائے ایک ایسی کمپنی کہ جو عام کاروباری ہوتی ہے۔ میں چائے پیتے ہوئے سوچتا رہا،میں ان لوگوں کی تلاش میں وقت ضائع کر رہا ہو یا اس میں سے کچھ نکلے گا۔بہت دیر سوچتے رہنے کے بعد مجھے کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔میں نے سب سمیٹ کر ایک طرف رکھا اور سونے کی کوشش کرنے لگا۔

اگلی صبح میں جلدی بیدار ہو گیا۔میں فریش ہو کر چھت پر گیا تو جسپال پہلے ہی سے وہاں موجود تھا۔

''ہم رات دیر سے آئے تھے،تم اس وقت سو گئے تھے۔''اس نے مجھے دیکھتے ہوئے کہا

''میں تمہیں دسٹرب نہیں کر رہا،ورنہ کیا کچھ ہو گیا ہے اس کا تمہیں پتہ ہی نہیں۔''میں نے ہنستے ہوئے اسے کہا تو اس نے پوچھا

''کیا ہو گیا،ذرا میں بھی تو سنوں۔''تب میں نے اس اختصار سے سارے واقعات بتا دیئے۔وہ سنجیدگی سے سنتا رہا۔پھر ذرا دیر سوچتے ہوئے بولا،''تمہارے خیال میں اب یہاں ڈیڈ لاک ہے،مگر میں سمجھتا ہوں کہ ایسا نہیں ہے۔''

''وہ کیسے؟''میں نے دلچسپی سے پوچھا

''دیکھو۔! باقی ملکوں کا تو مجھے پتہ نہیں۔لیکن ان ممالک میں سیاست دان وہ لوگ ہیں،پانی جن کے پلوں کے نیچے سے ہو کر گزرتا ہے ۔مطلب،ان کے سہارے کے بغیر یا ان کی معلومات میں ہوتا ہے کہ ان کے علاقے میں کیا ہو رہا ہے۔تبھی ایسے گینگ پرورش پاتے ہیں۔وہ ان سے پورا پورا مفاد لیتے ہیں۔''

''مگر ہم تو کسی سیاست دان کا سہارا نہیں لے رہے؟''میں نے جواباً کہا

'' ہم کون سا گینگ بنا کر باقاعدہ کوئی کام کر رہے ہیں۔اور پھر تم میری بات نہیں سمجھے،بڑے سیاست دان اپنے گروہ رکھتے ہیں،اور کئی گروہ اتنے طاقت ور ہیں کہ وہ خود اپنے سیاست دان تخلیق کرتے ہیں تا کہ ان کی طاقت کا سکہ جما رہے،اور وہ جو چاہیں سو کریں۔''اس نے

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abghar.com

پرزور انداز میں کہا

''میں اب بھی نہیں سمجھا کہ تم کہنا کیا چاہتے ہو؟'' میں نے الجھتے ہوئے کہا

''دیکھو یہ جو آٹھ بندے ضائع ہوئے ہیں، یہ کوئی عام کیڑے مکوڑے تو تھے نہیں، اگر کل تم نے نیوز سنی ہوتیں تو تمہیں کسی حد تک پتہ چل گیا ہوتا کہ کون لوگ ردعمل دکھا رہے ہیں۔ ظاہر ہے انہیں کوئی تکلیف ہوئی ہوگی تو وہ ردعمل دکھا رہے ہوں گے، وہیں سے آگے راستہ نکلتا ہے۔'' جسپال نے بڑے پتے کی بات کہی تھی۔

''ان کے ساتھ تنظیمیں بھی احتجاج کر رہی ہوں گی، مطلب نیوز پیپر دیکھیں جائیں، ان میں ان لوگوں کی تصویریں بھی ہوں گیں۔'' میں نے کہا

''جمال۔! میں نے اب تک یہی سمجھا ہے، کوئی بھی طاقت، چاہے وہ چھوٹی ہے یا بڑی، اس کی کہیں نہ کہیں دلچسپی ضرور ہوتی ہے، یہ سامنے کی بات ہے۔ وہ اس دلچسپی کے لئے اپنی طاقت کا استعمال کر رہا ہوتا ہے۔ جتنی بڑی طاقت ہوگی وہ اتنی بڑی دلچسپی رکھے گی۔'' اس نے گہری سنجیدگی سے کہا تو میں نے پوچھا

''تم اس کی کوئی مثال دے سکتے ہو؟''

''کیوں نہیں، مثال کے طور پر ایک اسلحہ ڈیلر، یہ چاہے گا کہ اس کا اسلحہ بکے، ظاہر ہے جہاں لڑائی ہوگی وہیں بکے گا، منشیات فروش ان جگہوں پر قبضہ کرے گا جہاں منشیات بنتی ہے یا بکتی ہے۔ کوئی تیل کی دولت پر قبضہ جمانا چاہتا ہے، اس کے لئے چاہے جتنے لوگ مر جائیں۔ ایک سیاست دان کو عہدہ چاہئے، وہ اسے حاصل کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرے گا۔ اس طرح ایک طویل فہرست ہے۔ کہیں پر مفاد ایک ہو جاتا ہے اور کہیں پر یہ لوگ ایک دوسرے کے دشمن ہوتے ہیں۔ یہی جنگ پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے۔'' اس نے انتہائی دکھ سے کہا

''تمہارے خیال میں انسانی فلاح کے لئے کوئی بھی کچھ نہیں کر رہا ہے؟'' میں نے پوچھا

''ایسا ہے، تبھی یہ دنیا بچی ہوئی ہے، رب کا اپنا ایک نظام ہے، وہ تو چلنا ہے، انسان چاہے جو مرضی کرتا رہے۔ سب سے بڑا المیہ یہی ہے کہ وسائل پر قبضے کی اس جنگ میں رب کا نام لے کر بھی انسانیت کو گمراہ کیا جاتا ہے۔'' اس نے دردمندی سے کہا

''یہ تو تم ٹھیک کہہ رہے ہو، یہ شیطانی قوتیں ہیں نا'' میں نے کہا تو وہ سوچتا ہوا بولا

''اب دیکھو، پاک بھارت تو رہے ایک طرف، تھائی لینڈ کا ایک شہر ہے پتایا، جس کا نام تم نے سنا ہوگا، اس ملک میں بڑا امن تھا، جس طرح بھی انہوں نے ترقی کی، یہ الگ بحث ہے لیکن، جیسے ہی وہاں پر جی ایٹ کا اجلاس ہونے کی تیاریاں ہوئیں، معاملات ہی کچھ دوسرے ہو گئے، جی ایٹ کا اجلاس نہیں ہوا، لیکن تب سے ملک کے حالات خراب ہونے لگے۔ مجھے ان کے حالات میں دلچسپی نہیں، فقط یہ بتانا چاہ رہا ہوں کہ ایسی کون سی قوت ہے جو وہاں امن نہیں چاہتی؟ اور وہ دلچسپی کیا ہے جس کے لئے امن تباہ کر کے رکھ دیا گیا ہے؟''

''ہاں، یہی خفیہ طاقتیں اپنا ایجنڈا اس دنیا پر نافذ کرنا چاہتی ہیں، اور اس کے ردعمل میں بھی لوگ اپنا کام کر رہے ہیں۔ خیر، اب ہمیں یہ

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abqhar.com

دیکھنا ہے کہ وہ کون لوگ ہیں جو.....'' یہ کہتے ہوئے میں نے اپنی بات ادھوری چھوڑ دی۔ کیونکہ ایسے میں ہر پریت ایک ٹرے میں چائے کے مگ رکھے وہیں آ گئی۔

''یہ صبح صبح یہاں کیا میٹنگ چل رہی ہے؟'' اس نے مگ ہمیں تھماتے ہوئے پوچھا

''میں جسپال سے پوچھ رہا تھا کہ تم ہر پریت سے شادی کب کر رہے ہو؟'' میں نے خوشگوار لہجے میں کہا۔ اس پر ہر پریت نے کوئی تبصرہ نہیں کیا تو ہمارے درمیان خاموشی چھا گئی۔ چائے پینے کے دوران یونہی وہ نکودر جانے اور وہاں کے احوال بارے بتاتے رہے۔ پھر ہر پریت مگ لے کر نیچے چلی گئی۔ میں چاہتا تھا کہ وہ جسپال اُس کے بارے میں بات کرے لیکن اس نے نیچے جا کر اخبار دیکھنے کو کہا تو میں اس کے ساتھ نیچے چلا گیا۔

وہ لیپ ٹاپ کھول کر مختلف اخبار پڑھتے ہوئے ردعمل نوٹ کرتا رہا۔ اس دوران میں نہا کر فریش ہو گیا تھا۔ ناشتے کی میز پر جانے سے پہلے اس نے بھارت اور پاکستان میں سے ایک ایک سیاست دان کا نام میرے سامنے رکھ دیا۔

''یہ ہیں وہ لوگ جنہیں سب سے زیادہ تکلیف ہوئی ہے۔ میرا یقین کرو، ان میں سے بہت کچھ نکلے گا۔'' اس نے پورے یقین سے کہا

بھارت میں اس نے جس سیاست دان کا نام لیا تھا وہ ممبئی ہی کا رہنے والا تھا۔ رامیش پانڈے اس کا نام تھا، اور رُکن پارلیمنٹ ہونے کے ساتھ ساتھ حکومت میں بھی تھا۔ پاکستان میں ملک فرحان سیال تھا، جو ان دنوں اپوزیشن میں تھا اور بہت خاموش تھا۔ وہ اتنی بیان نہیں کرتا تھا اور نہ ہی وہ میڈیا کے سامنے اتنا آتا تھا۔ لیکن جیسے ہی وہ لوگ صاف ہوئے اس نے بھرپور قسم کی احتجاجی بیان بازی کی تھی۔ بات میری سمجھ میں آ رہی تھی۔ میں ان دونوں کے بارے سوچتا ہوا ناشتے کی میز تک جا پہنچا۔ اس دن انوجیت کے ساتھ خوب باتیں ہوئیں۔ وہ زیادہ دیر مقامی سیاست کے بارے میں ہی بات کرتا رہا۔ اصل میں وہ جس سکھ تنظیم کے ساتھ جڑا ہوا تھا، اس کا اپنا طریقہ کار تھا۔ بہرحال خوشگوار ماحول میں ناشتہ ختم کیا گیا۔

میں، جسپال، ہر پریت اور انوجیت وہیں ڈرائنگ روم میں بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر باتوں کے بعد یہ طے ہوا کہ مجھے اوگی پنڈ دکھایا جائے۔ ہم چاروں ہی نکل پڑے تھے۔ وہ پرانا کنواں دیکھا، جہاں ہیرا سنگھ کی لالو قلندر سے ملاقات ہوئی تھی۔ اب وہاں بس برگد کا درخت تھا۔ کنواں ختم ہو چکا تھا۔ وہاں کافی وقت گذارنے کے بعد ہم گاؤں کی جانب چلے گئے۔ ''ٹلیاں دی پتی'' میں پرانے گھر دیکھے۔ چوپال، اور وہ جگہ جہاں کبھی مسجد ہوا کرتی تھی۔ وہاں اب مسجد نہیں تھی۔ دل کافی دُکھا۔ میں اسی کیفیت میں تھا کہ روہی سے فون آ گیا۔

مجھے یاد تھا کہ اس وقت ممبئی میں پریم ناتھ میرے فون کے انتظار میں ہوگا۔ مجھے صورت حال بتا دی گئی۔ وہ پوری فیلڈنگ کے ساتھ تھا۔ فون اس سے ملایا جا چکا تھا۔

''اکاؤنٹ نمبر دیں۔'' بلا کسی تمہید کے کہا گیا۔

''اب مجھے تمہاری رقم نہیں چاہئے۔ کیونکہ تمہاری نیت کچھ اور ہے۔'' میں نے کہا تو وہ ہنس دیا

''لگتا ہے کچا کھلاڑی ہے تُو، ہمت ہے تو چھین لے مجھ سے رقم، میں تمہیں اب بل سے نکال کر ہی رہوں گا۔'' اس نے انتہائی طنزیہ انداز میں کہا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''میں تیرے باپ کو بل سے نکالنے کے چکر میں ہوں، دیکھتے ہے کب تک چھپتا ہے۔'' میں نے کہا

''بہت بھولے ہو تم، بلکہ بے وقوف، پہلے مجھ سے تو نپٹ لو، پھر خواب دیکھنا۔رقم تو مجھ سے لے نہیں سکے۔'' اس نے قہقہ لگا کر کہا

''میں صرف یہی دیکھنا چاہتا تھا کہ تم دوستی کرنا چاہتے ہو یا دشمنی، اتنا لاؤ لشکر لا کر تم نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ تم لوگ دوستی نہیں کرنا چاہتے، صرف مجھے سامنے لانا چاہتے ہو۔''میں نے سنجیدگی سے کہا

''تو پھر آ جاؤ نا سامنے، کس نے روکا ہے۔'' وہ پھر طنزیہ انداز میں بولا

''ٹھیک ہے، انتظار کرو۔''میں نے کہا، تب فون بند ہو گیا، روہی کا فون چل رہا تھا۔ انہوں نے مجھے وہاں کی صورت حال بتا دی۔ میں نے اسی لمحے ممبئی جانے کا فیصلہ کر لیا۔

ہم مزید کچھ دیر اُوگی پنڈ گھومتے رہے۔ پھر واپس گھر آ گئے۔ وہیں آ کر میں نے جسپال کو بتایا کہ ابھی کچھ دیر بعد اُوگی سے نکل رہا ہوں۔

''یہ اچانک فیصلہ؟''اس نے مجھ سے پوچھا تو میں نے اختصار سے بتا دیا

''مجھے بہر حال جانا ہو گا۔''میں نے کہا

''نہیں میرا نہیں خیال کہ تمہارا یہ فیصلہ درست ہے، ہم اس میں الجھ کر رہ جائیں گے۔ ہم نے جو راستہ طے کیا ہے، ہمیں اسی پر چلنا ہو گا۔''اس نے سوچ بھرے لہجے میں کہا

''تو پھر یہ ممبئی......''میں نے کہنا چاہا تو وہ بولا

''جب سانپ کی گردن پکڑ لی جائے تو پھر وہ سارے کا سارا ہاتھ میں آ جاتا ہے، تب اُس کا ڈنگ نکالنا بہت آسان ہوتا ہے۔ ہمیں صرف وہاں تک پہنچنا ہے، جو یہ سارا نظام چلا رہا ہے، اور یہ ہمیں رامیش پانڈے ہی بتائے گا۔''

''تب پھر مجھے ممبئی جانا ہو گا۔ میں نکلتا ہوں۔''میں نے کہا تو وہ مسکراتے ہوئے بولا

''صرف تم نہیں، میں بھی۔ آج ہی دونوں نکلیں گے۔ میری ہر پریت سے بات ہو چکی ہے، ڈونٹ وری۔''

''تو چلو، پھر نکلیں۔''میں نے کہا تو اس نے ہاں میں گردن ہلا دی۔

☆......☆......☆

کوئی سکھ امرتسر پہنچے اور وہ ماتھا ٹیکنے دربار صاحب نہ جائے، یہ ہو نہیں سکتا تھا۔ اس وقت شام ہو چکی تھی جب ہم امرتسر پہنچے۔ سندو ابھی تک ممبئی میں تھا اور ناک ٹوئیاں مار رہا تھا۔ میری اس سے بات ہوئی تو میں نے اسے واپس ممبئی آنے کا کہہ دیا۔ میری دلی خواہش تھی کہ میں رتن دیپ سنگھ سے ملوں، اس سے بھی زیادہ میں بانیتا کور دیکھنا چاہتا تھا۔ میرا امرتسر میں اس کے ساتھ گذرا ہوا وقت بڑا یادگار تھا۔ کئی یادگار لمحے ابھی تک تشنہ، اپنی اپنی جگہ پر میرے اور بانیتا کور کے انتظار میں تھے۔ مجھے ان کا فون نمبر یاد نہیں تھا کہ انہیں کال کر لیتا۔ ہاں علاقہ ضرور یاد تھا۔ مجھے پورا یقین تھا کہ میں وہاں تک پہنچ سکتا ہوں۔ میں نے راستے میں جب جسپال سے ذکر کیا تو وہ مسکراتے ہوئے بولا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abghar.com

''یار میں بھی اسے دیکھنا چاہتا ہوں، جیسا تم نے اس کے بارے میں بتایا ہے نا، وہ دیکھنے کی چیز ہو گی ۔''

سورتے ہی میں ہمارا پروگرام بن گیا کہ رتن دیپ سنگھ سے ضرور ملا جائے ۔لیکن پہلے وہ ہرمندر صاحب جانا چاہتا تھا۔ وہیں سے ہم نے ٹیکسی والے کو چھوڑ دیا۔ تقریباً دو گھنٹے بعد ہم ہرمندر صاحب سے نکلے اور ایک ٹیکسی میں اس علاقے میں جانکلے۔ ہم نے اس ٹیکسی والے کو بھی فارغ کیا اور پیدل ہی چل پڑے۔ شام ڈھل کر رات میں بدل چکی تھی جب ہم رتن دیپ سنگھ کی حویلی جا پہنچے۔

رتن دیپ سنگھ کو میں بہت اچھی طرح یاد تھا۔ میں جب وہاں پر تھا تو اس وقت میرے ''کیس'' تھے اور میں دلجیت سنگھ تھا۔ اس لئے وہاں کے لوگوں نے مجھے نہیں پہچانا، لیکن جیسے ہی رتن دیپ سنگھ کو میرے بارے پتہ چلا تو وہ مجھے لینے پورچ تک خود آیا۔ وہ مجھے یوں ملا جیسے مجھے دوبارہ اُسے ملنے کی امید نہ ہو۔

''اُو یار بڑی خوشی ہوئی ہے تم سے دوبارہ مل کے۔'' یہ کہتے ہوئے اس نے مجھے گلے لگا لیا۔ اس کا ملنا مجھے بتا رہا تھا کہ وہ کتنے خلوص سے مل رہا ہے۔ مجھ سے الگ ہوا تو میں اشارہ کرتے ہوئے کہا

''یہ جسپال سنگھ ہے، میرا دوست۔''

''اُو تمہارا دوست ہے تو ہمارا بھی ہے نا۔'' یہ کہتے ہوئے اس نے جسپال کو بھی گلے لگا لیا۔

کچھ دیر بعد ہم ڈرائینگ روم میں بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ اس کی بیوی ہمیں آکر مل گئی تھی۔ اس کے دونوں بیٹے گھر پر نہیں تھے۔ مجھے بانیتا کور سے ملنے کی بے چینی ہو رہی تھی۔ ایسے میں ایک ملازمہ نے بتایا کہ ہمارے لئے کھانا لگا دیا گیا ہے۔

''لو بھئی، تم لوگ کھاؤ کھانا، پھر کرو آرام صبح باتیں ہوں گی۔'' رتن دیپ سنگھ نے اٹھتے ہوئے کہا

''نہیں، ہم صبح تک نہیں رہیں گے، ہمیں آج ہی ممبئی کے لئے نکلنا ہے، یہ تو بس امرتسر آیا تو آپ سے ملے بنا جانے کو دل نہیں کیا۔'' میں نے مسکراتے ہوئے بتایا تو وہ کھڑے کھڑے بولا

''یار جب تمہارا دل نہیں کیا جانے کو تو ہم تمہیں یوں تھوڑی جانے دیں گے۔ یہ تو کوئی بات نہ ہوئی نا، کوئی دکھ سکھ کی باتیں کرتے ہیں۔ اگر ابھی جانا بہت ضروری ہے تو میں تمہیں روک نہیں سکتا، لیکن اگر کل تک رُک سکتے ہو تو رُک جاؤ۔ کچھ دیر ہی سہی'' یہ کہہ کر وہ میری طرف سوالیہ انداز میں دیکھنے لگا۔

''ٹھیک ہے، ہم کل دوپہر سے پہلے نکل جائیں گے، ویسے بھی ابھی ٹکٹ لینے تھے۔'' میں نے کہا تو وہ خوش ہو گیا۔ پھر چلتے ہوئے بولا

''کھانا کھا کر اوپر، آجانا میرے پاس۔'' یہ کہہ کر وہ ڈرائینگ روم سے نکل گیا اور ہم کھانے کی میز کی جانب بڑھے۔ کافی پر تکلف کھانا تھا، سیر ہو کر کھایا۔ ہم اس وقت اوپر جانے کے لئے کھڑے ہی ہوئے تھے، کہ ایک دم سے بانیتا کور میرے سامنے آئی اور آتے ہی میرے گلے لگ گئی۔ اس کا چہرہ مجھ سے دو تین انچ کے فاصلے پر تھا۔ اس نے میری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے خوشی بھرے لہجے میں کہا

''اب بتاؤ، وہ کِس جو ابھی تک ہم دونوں کے درمیان لٹک رہی ہے، اسے اُتار لوں۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''تیری مرضی ہے بنٹو، میں تو اُس وقت بھی تیری دسترس میں تھا۔'' میں نے اس کے چہرے پر دیکھتے ہوئے کہا تو اس کی گرفت ایک دم سے ڈھیلی ہوگئی، پھر وہ مجھ سے الگ ہوتے ہوئے بولی

''مطلب، تیری مرضی نہیں ہے، چل اس وقت ہی تجھے تم سے چھینوں گی، جب تمہاری مرضی ہوئی۔'' یہ کہہ کر اس نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا،''یہ تو اچانک ٹپک کہاں سے پڑا ہے؟''

''چل اوپر بابا کے پاس وہیں بتاتا ہوں، اور ہاں یہ میرا دوست جسپال سنگھ۔'' میں نے کہا تو وہ ایک دم سے خوش ہوتے ہوئے بولی

''وہی جسپال؟'' یہ کہہ کر اس نے جسپال سے زوردار انداز میں ہاتھ ملایا، پھر ہم دونوں کا ہاتھ پکڑ کر اوپر کی طرف چل دی۔

رتن دیپ سنگھ اکیلا ہی اپنے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے اسے اپنے بارے میں اختصار سے بتایا کہ کس طرح مجھے اغوا کرلیا گیا تھا، اور اب میں اسے تلاش کرنے کے چکر میں ہوں۔ ساری بات سن کر اس نے کہا

''اپنے فون میں ایک نمبر محفوظ کرلے، زوردار سنگھ نام ہے اُس کا، اس کے بڑھاپے پر مت جانا، جگری یار ہے میرا، ممبئی کے انڈر ورلڈ کی پوری جانکاری ہوتی ہے اس کے پاس۔ خود متحرک نہیں ہے، لیکن یہ سب سکھ کمیونٹی یا سکھ دھرم کے لئے کرتا ہے۔ صرف اپنے لوگوں کو تحفظ دینے کے لئے۔ ورنہ اس کا انڈر ورلڈ سے کوئی لینا دینا نہیں۔'' یہ کہہ کر اس نے نمبر بتایا، جسے میں نے محفوظ کرلیا، تبھی اس نے زوردار سنگھ کو کال ملا کر میرے بارے میں بتا دیا کہ میں کسی بھی وقت دو چار دن میں اس سے ملوں گا۔ اس کے بعد ہم بہت دیر تک باتیں کرتے رہے۔ وہ میرے جانے کے بعد ہونے والی باتیں کرتا رہا۔ اصل دلجیت سنگھ واپس لوٹ آیا تھا۔ اس کے والدین بہت یاد کرتے تھے مجھے۔ لیکن میرے پاس وقت نہیں تھا کہ ان سے مل سکتا۔ دلجیت سنگھ اب رتن سنگھ ہی کیلئے کام کرتا تھا۔ وہ جسپال کے بارے میں باتیں کرتا رہا۔ اس کا خیال تھا کہ جالندھر میں بہت کام ہوسکتا ہے، اگر جسپال ادھر ہے تو۔

''لیکن بابا، مجھے نہیں لگتا کہ یہ پنچھی پنجرے میں رہ کر کام کرنے والے ہیں۔'' پہلی بار بانیتا کور اس گفتگو میں بولی تھی، جواب تک بالکل خاموش تھی۔

''ہاں، لگتا تو ایسے ہی ہے۔'' رتن سنگھ نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر ہماری طرف دیکھا

''بابا۔! اگر آپ کی اجازت ہو تو میں جمال کے ساتھ ممبئی چلی جاؤں، تھوڑی ہوا بدل جائے گی۔'' اس نے یوں کہا جیسے ہم کسی تفریحی ٹور پر جا رہے ہوں۔ اس پر جسپال نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔

''دیکھ پتر۔! تو اچھی طرح سمجھتی ہے کہ یہ وہاں کیا کرنے جا رہے ہیں۔ آگے تیری مرضی۔'' رتن دیپ سنگھ نے عام سے انداز میں کہا

''یہاں بھی تو وہی کچھ ہے نا بابا، یہ سب میرے لئے کون سا نئی چیزیں ہیں۔'' اس نے ضدی لہجے میں کہا

''بہت فرق ہے، یہاں اور وہاں میں، سارے بھارت اور بھارت سے باہر جتنا کرائم ہے، سمجھو وہیں سے پھوٹتا ہے۔ دلی میں اتنا کچھ نہیں ہوتا، جتنا ممبئی سے بنایا ہوا کھیل پورے بھارت میں کھیلا جاتا ہے۔ وہاں بھائی گیری ایک دھندہ ہی نہیں، روایت بھی ہے۔ ایک الگ سی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abghar.com

زندگی ہے وہاں پر، یہاں سے مختلف ماحول ہے وہاں،'' رتن سنگھ نے کہا

''تو آپ مجھے ڈرا رہے ہیں؟'' وہ بولی

''نہیں، تمہاری بات کا جواب دے رہا ہوں۔'' اس نے عام سے انداز میں کہا

''پھر تو جاؤں گی، وہاں سے کچھ سیکھ کر ہی آؤں گی، باقی واہ گرو کی مرضی۔'' اس نے فیصلہ کن لہجے میں کہا

''میں جانتا ہوں کہ تو بہادر ہے، وہاں سب.....'' میں نے کہنا چاہا تو وہ بولی

''تم اگر ساتھ نہ لے جانا چاہو تو الگ بات ہے۔'' اس نے میرے چہرے پر دیکھتے ہوئے کہا

''ہاں، میں تجھے ساتھ نہیں لے جانا چاہتا۔'' میں نے کہا تو اس نے چونک کر میری طرف دیکھا، اس کے چہرے پر غصہ پھیل گیا۔ وہ ایک دم سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

''او کے بابا، اب ہم چلتے ہیں۔ ابھی ان کی ٹکٹیں بھی لانی ہیں۔'' اس نے کہا اور کمرے سے باہر چلی گئی۔ ہم ذرا دیر وہاں رہے اور رتن دیپ سنگھ کی اجازت سے نیچے ڈرائنگ روم میں آ گئے۔

وہ پورچ میں گاڑی لئے کھڑی تھی۔ میں اس کی ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا اور جسپال پیچھے۔ وہ ہمیں لیتے ہوئی نکل گئی۔ سارے راستے وہ خاموش رہی۔ میں جانتا تھا کہ وہ مجھ سے ناراض ہے، سو میں بھی خاموش ہی رہا۔ دربار صاحب کے پاس ہی ایک ٹریول ایجنٹ سے دو ٹکٹ لے کر ہم واپس آ گئے۔ صبح دس بجے کے قریب فلائیٹ تھی۔ ہم کار میں آ کر بیٹھ گئے۔

''ناراض ہو۔'' میں نے اسٹیرنگ پکڑے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا

''نہیں تو۔'' اس نے مختصر انداز میں جواب دیا۔

''چل میں تجھے آئس کریم کھلاتا ہوں۔'' میں نے خوشگوار انداز میں کہا

''میں بچی نہیں ہوں۔'' اس نے روکھے لہجے میں جواب دیتے ہوئے میرا ہاتھ ہٹا دیا۔ پھر ہم میں کوئی بات نہیں ہوئی۔ یہاں تک کہ حویلی آ گئے۔ اس نے ڈرائینگ روم ہی سے ہمیں الوداع کہا اور اندر کی جانب چلی گئی۔ ملازمین نے ہمیں کمرہ دکھایا۔

صبح ناشتے کی میز پر رتن دیپ سنگھ، اس کی بیوی اور بیٹے موجود تھے۔ خوشگوار ماحول میں ناشتہ کر کے ہم کافی دیر باتیں کرتے رہے۔ پھر ہم اجازت لے کر چل دیئے۔ ان کا ایک ملازم ہمیں ائیر پورٹ چھوڑنے چل دیا۔ مجھے بانیتا کور کے روٹھ جانے کا بہت افسوس تھا۔ لیکن اس کی ضد بھی تو ٹھیک نہیں تھی۔ جس وقت جہاز اُڑا، اس وقت میں نے اُسے بھی ذہن سے نکال دیا۔

دوپہر کے وقت ممبئی ائیر پورٹ پر ہم اُترے۔ ہمیں وہاں کسی نے لینے تو آنا نہیں تھا۔ ہم ائیر پورٹ سے باہر نکلے اور جوہو جانے کے لئے ٹیکسی لی اور چل پڑے۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد ہم بنگلے سے ذرا دور اتر گئے۔ جسپال نے ٹیکسی والے کو فارغ کیا۔ ہمیں بنگلے کا پوری طرح آئیڈیا تھا، بس یونہی احتیاطاً پیدل چل نکلے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abghar.com

سندو، ابھیت، ہرپال اور رونیت کور ڈرائینگ روم میں بیٹھے ہمارا انتظار کر رہے تھے۔ ہمیں وہاں بیٹھے کوئی تین یا چار منٹ ہوئے ہوں گے کہ باہر سے پوچھا گیا

''جمال صاحب سے ملنے کے لیے نیتا کور گیٹ پر آئی ہیں۔''

''اوہ۔!'' میرے منہ سے بے ساختہ نکلا

''یار، لگتا ہے تیری پیار میں تڑپ رہی تھی، جو تیری پیچھے پیچھے آ گئی۔'' جسپال زور سے ہنستے ہوئے بولا

سبھی میری طرف دیکھنے لگے۔ میں اسے اندر آ جانے کے لئے کہا اور اس کے آنے تک مختصر تعارف کروا دیا۔ سبھی دلچسپی سے اسے دیکھنے لگے۔ نیلی جینز پر گلابی شرٹ، کھلے بال، ہونٹوں پر میرون لپ اسٹک، سیاہ گاگلز اور کاندھے پر چھوٹا سا بیگ۔

''تمہارا پیچھے پیچھے آنا بہت اچھا لگا۔'' جسپال نے اٹھ کر اس سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

''میں آگے آگے آئی ہوں، دو گھنٹے انتظار کرنا پڑا تم دونوں کا، آخر ائیر پورٹ سے یہاں بھی تو آنا تھا۔'' یہ کہتے ہوئے وہ سب سے ہاتھ ملانے لگی۔ جسپال نے اس کا بیگ پکڑ لیا۔ وہ صوفے پر بیٹھ گئی۔ اس وقت مجھے اس پر بہت پیار آ رہا تھا۔

☆.....☆.....☆

دوپہر کے کھانے کے بعد سبھی اوپر والے کمرے میں ایک میز کے گرد بیٹھ گئے۔ ظاہر ہے ہم وہاں تفریح کرنے نہیں آئے تھے۔ میں نے اپنی ساری کاروائی انہیں بتا دی، لیکن ذرا سی تبدیلی کے ساتھ۔ میں روہی اور اس کی مدد کو گول کر گیا تھا۔ وہ سبھی خوش تھے۔ انہیں گرباج سے کوئی مدد نہیں ملی تھی۔ گرباج کو یہ معلوم تھا کہ وہ ابھی تک چندی گڑھ ہی میں ہے، اسے یہی بتایا گیا تھا۔ جس فون سے اس کا رابطہ تھا، وہ بند تھا۔ اس کے علاوہ اس نے ابھی تک کچھ نہیں بتایا تھا۔ اس لئے انہوں نے میرے ہی پلان پر عمل کرنے ہی کو کہا۔

''پلان یہ میری جان کہ ہم رامیش پانڈے ہی کو پکڑیں گے اور اسی سے آگے ہمیں معلومات ملیں گیں۔ اس کے سوا ہمارے پاس کوئی راستہ نہیں ہے۔'' میں نے پوری سنجیدگی سے کہا

''لیکن اس کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوگا کہ اس سے آگے کے سارے لوگ الرٹ ہو جائیں گے اور ہمارے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا۔'' سندو نے اپنی رائے دی۔ بات اس کی معقول تھی۔

''کیوں نہ اسے پکڑا جائے، جس سے رقم کی بات ہوئی تھی۔'' رونیت کور نے کہا

''اس سے کیا ہوگا؟'' ابھیت نے پوچھا

''وہ گینگ سامنے آئے گی، تو ہم بھی اُن کے سامنے آ جائیں گے۔ ان کے تحفظ کے لئے کون کون سامنے آتا ہے، اس سے.....'' رونیت نے کہنا چاہا مگر سندو بات کاٹتے ہوئے بولا

''یہ بہت لمبی لڑائی ہے، وہ ہمیں الجھا کر رکھ دیں گے۔ یہاں کے انڈر ورلڈ میں کون کب کس کا دشمن بن جائے، کچھ بھی پتہ نہیں چلتا، اور

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abqhar.com

نہ ہی ہمیں یہاں کے طارے میں پوری طرح علم ہے، کس جگہ سانپ ہے اور کس جگہ شیر۔''

''تو کیا تم لوگ یوں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہو گے، کہیں سے تو شروعات کرنی ہے نا۔'' رونیت نے کہا

''لیکن ہمارا مقصد تو اس بندے تک پہنچنا ہے جو یہ سارا کھیل کھیل رہا ہے۔'' سندو نے جواباً کہا

''انہیں اپنے پیچھے لگانا ہوگا۔'' ایک دم سے بانیتا کور نے گہری سنجیدگی سے کہا، سبھی اس کی طرف دیکھنے لگے تو وہ اسی لہجے بولی،'' ہماری پاس دو آپشن ہیں۔ ایک رامیش پانڈے، اسے چھیڑا تو حکومتی ایجنسیاں ہمارے پیچھے لگ جائیں گئیں۔ اس لئے معاملہ ذرا مشکل ہو جائے گا۔ اس پریم ناتھ کو پکڑیں، اور اپنے ہونے کا ثبوت دیں۔ ایک ہلچل تو مچے گی، وہ ہمیں پکڑنے کے لئے متحرک ہوں گے تو ہی بلی تھیلے سے باہر آئے گی۔ آگے جو ہوگا وہ دیکھا جائے گا۔''

''ڈن ہو گیا۔'' سندو نے ایک دم سے کہا، پھر رونیت کور کی طرف دیکھ کر بولا'' تم ادھر رہو گی، اور ہمیں گائیڈ کرو گی۔ تم نے سارا کچھ کر لیا ہوگا۔''

'' ہو گیا، شام تک سب ٹھیک ہو جائے گا۔'' اس نے اپنے انداز میں کہا تو ہم سب اٹھ گئے۔

بانیتا کور نے شلوار قمیص پہنی اور پوری طرح تیار ہو کر میرے ساتھ کار میں آ بیٹھی۔ اگرچہ میں جانی بھائی کے ساتھ رابطے میں تھا۔ اسے پریم ناتھ کے بارے میں بتا دیا تھا۔ لیکن میں پہلے زوردار سنگھ سے ملنا چاہتا تھا۔ فون پر بانیتا کور ہی نے اس سے بات کی تھی۔ وہ دادر کے علاقے میں رہتا تھا۔ اس کی بتائی ہوئی ایک خاص جگہ پر جا کر ہم نے رابطہ کیا۔ پھر وہ ہمیں فون پر گائیڈ کرنے لگا۔ تقریباً پندرہ منٹ کے بعد اس تک پہنچ گئے۔

وہ اپنے بڑے سارے گھر کے لان میں بیٹھا ہوا تھا۔ وہ اتنا بوڑھا بھی نہیں تھا، جیسا میں نے تصور کر لیا تھا۔ وہ ہمیں اٹھ کر ملا۔ اسے بانیتا کور کے مل جانے پر بڑی خوشی ہو رہی تھی۔ ہم بیٹھ گئے تو وہ بولا

''رتن نے مجھے بتا دیا تھا کہ تم بھی ممبئی آ گئی ہو۔ سچ پوچھو نا تم اُس کا بیٹا ہو۔ باقی تو سب پیسے کے پیچھے بھاگے ہو گئے ہیں۔'' اس نے کافی حد تک دکھ بھرے لہجے میں کہا۔ اتنے میں اندر سے ملازمین کھانے پینے کو بہت کچھ لے آئے، جو بہر حال پنجابیوں کی روایت تھی۔ تبھی اس نے مجھ سے پوچھا

''ہاں پتر، تو بتا، کون بندہ چاہئے تمہیں؟''

''پریم ناتھ ہے کوئی۔'' یہ کہہ کر میں اس کی امپورٹ ایکسپورٹ کمپنی کا نام بتا دیا۔ اسے سنتے ہی وہ بولا

''ارے ہاں، یاد آیا، آج سے چند برس پہلے وہ ایک چھوٹا موٹا گینگ چلاتا تھا۔ پچھلے دو برس سے اس کی اُڑان بہت اونچی ہو گئی ہے۔ منشیات بیچتے بیچتے وہ اب اسلحہ کا کاروبار کر رہا ہے۔ اب مضبوط گینگ ہے اس کا۔''

''وہ ملے گا کہاں؟ اسے پکڑنا ہے۔'' بانیتا کور نے کہا

''اس کے آفس میں تو ذرا مشکل ہوگا، گھر سے لیکر اس کے آفس کے درمیان اسے اٹھایا جا سکتا ہے۔ ہاں۔! یہ معلومات مل سکتی ہیں

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abghar.com

کہ کب اس پر ہاتھ ڈالا جائے ۔'' اس نے پرسکون لہجے میں کہا

''لیکن اگر اس کے گھر پر......'' میں نے پوچھا

''ممکن ہے، تم ذرا سکون سے بیٹھو، ڈنر کرتے ہیں، تب تک پتہ چل جائے گا سب۔'' یہ کہہ اس نے فون نکالا اور کال ملا کر کسی سے باتیں کرنے لگا۔ چند منٹ بعد اس نے فون واپس جیب میں رکھ لیا۔ اس کے بعد رتن دیپ سنگھ کی باتیں ہی ہونے لگیں۔ اس دوران رامیش پانڈے کا بھی ذکر میں نے کر دیا۔ تب اس نے کہا

''اس پر ہاتھ ڈالنے سے پہلے اس لئے سو بار سوچنا ہوگا کہ بھارت کی ساری ایجنسیاں تم لوگوں کے پیچھے لگ جائیں گی۔ اس سے کام ذرا مشکل ہو جاتا ہے، بہر حال دیکھتے ہیں، کیا ہوتا ہے۔'' اس نے عام سے لہجے میں یوں کہا جیسے یہ کام مشکل تو ہے ناممکن نہیں۔ مجھے اس کا انداز بہت اچھا لگ رہا تھا۔ وہ سامنے بیٹھے بندے کو ڈرا نہیں رہا تھا، اس کی باتوں سے مزید حوصلہ ملتا تھا۔

دس بجے کے قریب جب ہم زوروار سنگھ کے پاس سے اٹھے تو پورا پلان لے کر ہی اٹھے۔ ایک خاص جگہ پر جانی بھائی کے لوگ اسلحہ سمیت پہنچ گئے تھے۔ ہمیں راستوں کا بالکل پتہ نہیں تھا۔ اس لئے زوروار سنگھ نے ایک ماہر ڈرائیور ہمارے ساتھ کر دیا۔

دادر کا وہ علاقہ کافی گنجان آباد تھا۔ پریم ناتھ کا گھر ایسی جگہ تھا، جہاں ابھی تک پرانے طرز کی عمارتیں موجود تھیں۔ کسی زمانے میں وہ کھلا علاقہ ہوگا۔ لیکن ان دنوں ایسے ہی دکھائی دے رہا تھا، جیسے وہ پرانا علاقہ ہو۔ جانی بھائی کے لوگ چار گاڑیوں پر تھے۔ انہیں لیڈ کرنے والا نوجوان میں نے اس دن چھت پر دیکھا تھا، جب میں جانی بھائی سے ملنے گیا تھا۔ وہ مجھے دیکھ کر میرے پاس آ گیا۔ ہم ایک طرف جا کر کھڑے ہو گئے۔

''یہ جانی بھائی کا علاقہ تو نہیں ہے لیکن اپنا لوگ کام کر لے گا۔ آپ لوگ ادھر انتجار کرو، ہم......'' اس نے کہنا چاہا تو میں نے مسکراتے ہوئے کہا

''او نہیں، میں تم لوگوں کے ساتھ جاؤں گا۔ خیر۔! یہ تو پکا ہے نا کہ اس کا سیکورٹی ہوگا۔ تمہارا کام صرف سیکورٹی کو سنبھالنا ہے، باقی میں دیکھ لوں گا۔'' یہ سب طے کر کے ہم اپنی اپنی گاڑیوں کی جانب چل دیئے۔

وہ پرانی طرز کا ایک بنگلہ تھا۔ شاید وہ پرانے زمانے کے کسی امیر آدمی نے بنوایا ہوگا۔ اب اس کے پاس تھا۔ اس کی دیواریں اونچی نہیں تھیں۔ لیکن گیٹ پر کچھ سیکورٹی والے تھے۔ وہ نوجوان گیٹ پر گیا اور اس نے وہاں کوئی بات کی۔ اس وقت تک چار دیواری پر لگی تاروں کو چیک کر لیا گیا تھا۔ سیکورٹی والے نے فون پر اندر بات کی، پھر اجازت ملنے پر انہوں نے ہم تینوں کو چیک کیا اور اندر جانے کی اجازت دے دی۔ بانیتا کو ڈرائیور کے ساتھ گاڑی ہی میں باہر گیٹ پر تھی۔

ہم پورچ کے قریب پہنچے تو سامنے سے چند لوگ باہر آ گئے۔ ان کے ہاتھوں میں اسلحہ تھا۔ انہی کے درمیان ایک سوٹ پہنے ہوئے ادھیڑ عمر آدمی نے آ کر ہتک آمیز لہجے میں پوچھا

''کیوں ملنا ہے پریم ناتھ جی سے، اپائنمنٹ لی ہے یا ایسے ہی منہ اٹھا کر چلے آئے ہو؟''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''انہوں نے ایک دفعہ کہا تھا کہ میں جب چاہے ان سے مل لوں، ہم نے ان سے نوکری.....'' نوجوان نے لجاجت سے کہا

''اچھا یہیں رُک، میں پوچھتا ہوں۔'' اس نے اسی طرح ہتک آمیز لہجے میں کہا اور واپس مڑ گیا۔

نوجوان نے بہت پتے کی بات کی تھی۔ ایسے کرائم گینگ والوں کو ہر دم نئے لڑکوں کی ضرورت رہتی ہے۔ لڑکے بھی مختلف انداز میں ان گینگ میں شامل ہونے کی کوشش کرتے ہیں، جن کا انڈر ورلڈ میں نام بول رہا ہوتا ہے۔ یہی نئی بھرتی ان کی طاقت ہوتی ہے۔ گینگ والے جیسا چاہیں انہیں استعمال کرتے ہیں۔ توقع کے مطابق ذرا سی دیر میں وہ ادھیڑ عمر باہر آ گیا۔ اس نے آتے ہی اسی ہتک آمیز لہجے میں کہا

''ادھر کھڑے ہو جاؤ، ابھی صاحب نے کہیں جانا ہے، تمہاری بات ہو جائے گی۔''

ہم اس وقت پورچ کے پاس تھے۔ سامنے دروازہ تھا، جس سے پریم ناتھ نے آنا تھا۔ چار قدم اور تین سیڑھیاں ہماری راہ میں تھیں۔ میں نے نگاہوں ہی نگاہوں میں اس نوجوان کی طرف دیکھا اور اس طرح ایک طرف ہو کر کھڑے ہو گئے کہ وہ دروازہ ہمارے بالکل سامنے تھا۔ اس وقت تک میں بھانپ چکا تھا کہ میں نے کیا کرنا ہے اور وہ اس نوجوان کے ساتھ کیا کریں گے۔ گیٹ کے پاس بانیتا انتظار میں تھی۔ وہ چند منٹ بہت جان لیوا تھے۔ اتنے میں ایک سیاہ چمچماتی ہوئی کار پورچ کی طرف آئی، اسی لمحے اندر کا دروازہ کھلا اور ایک کالے رنگ کا پتلا سا شخص باہر آنے کے لئے دروازے ہی میں تھا۔ اس کا سر گنجا تھا، سفید کوٹ پینٹ اور سنہری کمانی دار عینک لگائے ہوئے تھا۔ اس نے ہماری طرف دیکھا اسے دیکھتے ہی گن مین الرٹ ہو گئے۔ میں نے اپنے ہی پیروں پر چھلانگ لگائی، ایک گن والا میری نگاہ میں تھا، اس کی گن چھینتا ہوا پریم ناتھ پر جا پڑا۔ کسی کے گمان میں بھی نہیں تھا کہ کوئی اتنا بڑا حوصلہ کرے گا۔ میں نے بائیں بازو سے اس کی گردن دبوچ لی اور اسے دھکیل کر پیچھے کمرے میں لے گیا۔ سیکورٹی والوں کی ساری توجہ میری طرف تھی۔ اسی لمحے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے نوجوان ایک دم سے پیچھے ہٹا۔ اس نے ایک گن مین کی گن چھین کر ان پر تان لی۔

''خبردار، کوئی ہلا تو۔'' میں نے شیشے میں سے باہر دیکھتے ہوئے زوردار آواز میں کہا۔

نوجوان نے اس وقت فائر کر دیا۔ یہ باہر والوں کے لئے الرٹ تھا۔ اس کے ساتھ ہی دائیں طرف سے ایک دم فائرنگ ہونے لگی۔ سیکورٹی والے اس طرف دیکھنے لگے تبھی اس نوجوان کے پیچھے کھڑے لڑکے نے ایک گن پر ہاتھ مارا اور گن قابو میں کرتے ہی ان پر تان لی۔

''پیچھے ہٹ جاؤ۔'' اس نوجوان نے کہا

اسی لمحے گیٹ پر زوردار فائرنگ ہوئی۔ مجھے معلوم تھا کہ بانیتا پیچھے نہیں رہنے والی۔ وہ کار میں پورچ تک آن پہنچی۔ تبھی پریم ناتھ نے گھگیائے ہوئے لہجے میں پوچھا

''کون ہو اور کیا چاہتے ہو؟''

''میری بات مانو گے تو مارو ں گا نہیں۔ تعاون کرو گے تو کام آؤں گا، چلو۔'' یہ کہہ کر میں نے اسے آگے بڑھایا تو سیکورٹی والوں نے گنیں تان لیں۔ تبھی بانیتا ریوالور تان کر کھڑی ہو گئی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abghar.com

''پیچھے ہٹ کر گنیں پھینک دو، اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو، پورا لشکر ہے، کوئی زندہ نہیں بچے گا۔'' اس نے نفرت اور غصے میں کچھ یوں کہا کہ پریم ناتھ تیزی سے بولا

''کوئی فائر نہیں کرے گا۔''

میں اسے دھکیلتے ہوئے اندر کی جانب لے گیا۔

''تیرے پاس صرف تین منٹ ہیں، میرے دس ملین ڈالر دے دو، ایک بھی بلٹ نہیں چلاؤں گا اور چلا جاؤں گا، دوسری صورت میں......'' میں نے جان بوجھ کر فقرہ ادھورا چھوڑ دیا۔

''تم۔؟'' اس نے شدت حیرت سے میری طرف یوں دیکھا جیسے اس نے کوئی بھوت دیکھ لیا ہو۔ تب میں نے سرد لہجے میں کہا

''وقت شروع ہو گیا ہے۔''

اسی لمحے اندر سے ایک بندہ نمودار ہوا، اس نے فائر کرنا چاہا، میں نے اس کا نشانہ لیا اور فائر کر دیا۔

''مجھے اوپر کمرے تک جانا ہو گا۔''

''آدھا منٹ گذر چکا ہے۔'' میں نے سنی ان سنی کرتے ہوئے کہا تو وہی ادھیڑ عمر شخص جلدی سے اندر کی طرف گیا، ایک منٹ سے بھی کم وقت میں ایک بریف کیس لے آیا، اس نے جلدی سے کھول کر دکھایا، اس میں نوٹ تھے۔

''کم ہوئے تو میں دوبارہ وصول لوں گا۔ اب چلو، باہر تک ہمیں چھوڑ کے آؤ۔'' میں نے کہا تو وہ ایک دم سے ہچکچا گیا۔ اس ہچکچاہٹ میں خوف تھا۔

''تمہیں رقم مل گئی، تم جاؤ۔'' اس نے کہا

''مگر مجھے تم سے کچھ باتیں بھی کرنی ہیں۔ اور تجھے اپنی سیکورٹی کے لئے کچھ ٹپس بھی دینا چاہتا ہوں، اگر تم زندہ رہے، میرے ساتھ تعاون کرو گے تو......'' میں نے کہا تو فوراً بولا

''چلو۔''

میں اس کے ساتھ باہر کی جانب آیا تو باہر بہت سارے لوگوں نے ایک دوسرے پر گنیں تانی ہوئیں تھیں۔ ایک لمحے کے لئے وہ بھی ٹھٹھک گیا۔

''کتنا خون خرابہ ہو سکتا ہے۔ دیکھ رہے ہو؟''

میرے یوں کہنے پر اس نے ہاتھ کا اشارہ کیا تو اس کے باڈی گارڈوں نے گنیں جھکا دیں۔ ہم آگے بڑھے۔ میں نے اُسے بانیتا والی کار میں بٹھایا اور کار چل پڑی۔ ہم جیسے ہی گیٹ کے باہر گئے۔ کاروں کا قافلہ آگے پیچھے ہو گیا۔ مجھے معلوم تھا کہ اس کے بندے ہمارا پیچھا کریں گے۔ اس لئے میں نے کہا

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

''میرا وعدہ ہے کہ میں تجھے کچھ نہیں کہوں گا۔ اپنے بندوں کو ہٹ جانے کا کہو، ورنہ.....'' میں نے سخت لہجے میں کہا۔ اس نے فون نکالا اور انہیں رک جانے کا کہہ دیا۔ کافی دور نکل آنے کے بعد میں نے اس سے پوچھا

''تم کس کے ماتحت کام کرتے ہو، نام بتاؤ اور جاؤ، تیرا کام ختم، یہ بات ہمارے درمیان رہے گی۔''

''رامیش پانڈے۔'' اس نے چند لمحے سوچنے کے بعد سکون سے کہا

''گاڑی روکو۔'' میں نے ڈرائیور سے کہا تو گاڑی رک گئی۔ میں اسے ٹٹول چکا تھا۔ اس کے پاس کوئی ہتھیار نہیں تھا۔ ''صرف ایک بات دھیان میں رکھو، موت کے منہ میں چھلانگ لگانا کوئی معمولی بات نہیں، لیکن اسی میں ہی سب سے کم خطرہ ہے، صرف حوصلہ چاہئے۔ ورنہ ہزار پلان دھرے رہ جاتے ہیں۔ جاؤ۔''

میں نے اسے جانے دیا۔ ڈرائیور سمجھتا تھا کہ اس نے کیا کرنا ہے۔ وہ نکل گیا۔ ایک کراس پر ہم نے گاڑی چھوڑ دی۔ میں اور بانیتا جانی بھائی والے لڑکوں کی گاڑی میں بیٹھ گئے۔ میں اب ان کے رحم وکرم پر تھا۔ وہ مجھے کہاں لے جاتے۔ وہ ہمیں جوہو والے بنگلے کے آگے چھوڑ کر نکل گئے۔ اس سارے معاملے میں چار گھنٹے سے زیادہ وقت لگ گیا تھا۔ میں نے بریف کیس جانی بھائی کے لڑکوں کو دے دیا تھا۔ ہم اندر گئے تو سبھی ڈرائینگ روم میں تھے۔ ہمیں دیکھ کر ان کی سانس میں سانس آئی۔

''یہ دیکھ، قتل اور ڈکیتی کی واردت، یہی ہے نا وہ بندہ؟'' ہماری بات سن کر سندو نے ٹی وی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جوش میں کہا

''ہاں یہی ہے۔'' بانیتا نے کہا

''مان گئے استاد، یار تو اتنا حوصلہ کیسے کر لیتا ہے؟'' سندو نے جوش بھرے لہجے میں حیرت سے پوچھا

''دیکھ، موت کا ایک وقت مقرر ہے، اسے جب، جہاں اور جس وقت آنی ہے سو آنی ہے اور پھر جو انسانیت کا دشمن ہے، وہ قابل رحم نہیں۔ اس نے میرے ساتھ تعاون کیا، میں نے اسے چھوڑ دیا۔ میں اسے مار بھی سکتا تھا۔'' میں نے سکون سے کہا

''اب کیا کرنا ہے؟'' اس نے پوچھا

''یہ رونیت کو رہتائے گی۔'' میں رونیت کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا

''مطلب؟'' اس نے سنجیدگی سے پوچھا

''مطلب، رامیش پانڈے، اسے ٹریس کرو، پھر پلان کرتے ہیں۔'' میں نے کہا ہی تھا کہ جانی بھائی کا فون آ گیا

''بڑو تم تو استادوں کا استاد نکلا رے، لڑکا لوگ تم سے امپریس ہو گیا یار۔'' اس نے چہکتے ہوئے کہا

''بس جانی بھائی، کام تو پھر کام ہی ہوتا ہے نا۔'' میں نے بھی خوشگوار موڈ میں کہا

''ارے تیرا اسٹائل ان لڑکا لوگن نے ایسا بتایا، دل خوس ہو گیا رے۔ پن یہ تو نے ڈالر کیوں بھیجا؟''

''یہ دیکھنے کو کہ اصلی ہے یا نقلی، اور پھر لڑکوں نے بھی محنت کی ہے نا۔'' میں نے ہنستے ہوئے کہا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''ہے تو اصلی، پن ابھی مارکیٹ میں لے جانے کا نہیں، میری بات سمجھتا ہے نا، لڑکا لوگ کو میں نے خوس کر دیا، ڈونٹ وری۔'' اس نے چہکتے ہوئے کہا

''اچھا کیا، یہ تیرا کام ہے جو مرضی کر۔''

''یار ایسن کر ادھر میرے پاس آجا، بڑوا کھا ممبئی پر راج کریں گے۔ چل فضئی فضئی پر بات کر۔'' جانی بھائی نے بڑے موڈ میں کہا

''نہیں جانی بھائی، میں کسی اور منزل کا راہی ہوں۔ تو بول، تیرا کوئی کام ہے تو.....'' میں نے کہنا چاہا تو اس نے میری بات کاٹتے ہوئے کہا

''ارے نائیں، کوئی پلان ہو تو بتانا بڑو، چل رکھتا ہوں۔'' اس نے کہا تو میں نے بھی فون بند کر دیا۔

ہم ساری رات نہیں سوئے تھے۔ رات کے دو بجے کے قریب جب رونیت نے بتایا

''اس وقت رامیش پانڈے گوا میں ہے اور وہاں پر اپنی فیملی کے ساتھ ہے۔ سرکاری معلومات کے مطابق وہاں پر وہ چھٹی گزارنے گیا ہے۔ تین دن کا ٹور ہے، ایک دن ہو گیا ہے، ابھی دو دن باقی ہیں۔''

''تو پھر نکلتے ہیں۔'' سندو نے فیصلہ سنا دیا

''پہلے پوری معلومات لو، پھر نکلنا، وہ سڑک چھاپ یا گینگ چلانے والا غنڈہ نہیں ہے، سرکاری پروٹوکول کے ساتھ ہوگا۔'' ہرپال ہنستے ہوئے بولا

''پر وہ ہے تو انسان ہی نا، یہاں ممبئی میں وہ زیادہ طاقتور ہوگا۔'' سندو نے اپنی رائے دی تو رونیت بولی

''بات یہ نہیں کہ وہ کتنا طاقتور ہے یا کمزور، بات صرف معلومات کی ہے۔ تم یہ کیوں نہیں سمجھتے ہو کہ جس کے پاس زیادہ معلومات ہوگی وہ اتنا ہی طاقتور ہوتا ہے۔ وہ یہاں ہے یا وہاں، ہمیں رستہ کہاں سے ملتا ہے؟''

''تو ٹھیک ہے نا، آج اور ابھی نکلتے ہیں گوا، اپنی گاڑیوں میں نکلیں گے تو دس گھنٹے کا راستہ ہے، جہاز سے جاؤ گے تو ایک گھنٹے کا، وہاں جا کر لوکیشن دیکھتے ہیں، دو دن میں کچھ نہ کچھ تو معلومات ملیں گیں۔ میرا ایک دوست ہے وہاں۔''

''ٹھیک ہے، تو پھر نکلتے ہیں۔'' میں نے کہا

''ایک بات کہوں اگر برا نہ مانو تو؟'' سندو نے میری طرف دیکھ کر کہا تو سب نے اس کی طرف دیکھا

''بولو۔!'' میں نے سکون سے کہا

''یار یہ معاملہ مجھ پر چھوڑو، تم ادھر ممبئی میں رہو۔ ہم دیکھتے ہیں اُسے۔'' اس نے یوں کہا جیسے وہ کچھ کرنا چاہتا ہو۔ ممکن ہے یہاں پر وہ اپنے آپ کو ایک فالتو شے تصور کر رہا ہو۔ وہ یہاں رہ کر سوائے خالی دعوؤں کے اور کچھ نہیں کر سکا تھا۔ یہ بھی ممکن تھا کہ اس کے اندر کا مرد یہ برداشت نہ کر رہا ہو وہ ناکارہ ہو چکا ہے۔ وہ خود کو ثابت کرنا چاہتا ہو کہ اب بھی وہ سندو ہی ہے۔ میں چند لمحے سوچا اور مسکراتے ہوئے کہا

''ٹھیک ہے اپنی ٹیم بنا لو، اور نکل جاؤ۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abghar.com

وہ ایک دم جوش سے بھر گیا۔

''تم اور بانیتا ادھر رہو، باقی ہم سب جاتے ہیں۔'' اس نے کہا تو مجھے یاد آیا تبھی میں نے پوچھا

''وہ گرباج نے کچھ بتایا یا ابھی تک بے ہوش ہی پڑا ہے؟''

''نہیں وہ ہے تو ہوش میں، لیکن کچھ بتا نہیں پا رہا مجھے لگتا ہے، اب اس کا کوئی فائدہ نہیں۔'' ابھیت نے بتاتے ہوئے اپنی رائے دی۔

''چل اسے تو دیکھتے ہیں، اگر ناکارہ ہے تو پھینک دیتے ہیں اسے۔'' یہ کہتے ہوئے میں سندو کی طرف دیکھا اور بولا'' تب تک سندو تم اپنے دوست کو تلاش کرلو جو مدد کرسکتا ہے یا پھر کوئی دوسرا تلاش کرنا ہوگا؟''

''او کے۔'' سندو نے کہا تو میں، ابھیت اور جسپال کے ساتھ نیچے تہ خانے کی طرف چل دیئے۔

گرباج فرش پر دہرا ہوا پڑا تھا۔ ہمیں دیکھتے ہی اٹھ گیا۔ اس کے اٹھنے کی کیفیت کو دیکھ کر میں سمجھ گیا تھا کہ اس پر بہت تشدد ہو چکا ہے۔ میں اس کے پاس جا کر فرش پر بیٹھا اور اس کے چہرے کی طرف دیکھنے لگا۔ وہ چند منٹ میری طرف دیکھتا رہا، پھر بھرائی ہوئی آواز میں بولا

''تم لوگ مجھے مار کیوں نہیں دیتے ہو؟''

''اس لئے کہ تمہیں مار کر ہمیں کچھ حاصل ہونے والا نہیں، بلکہ جو تمہیں معلوم ہے وہ بتا دو۔'' میں نے اس کے چہرے پر لگے زخم پر انگلی پھیرتے ہوئے کہا

'' مجھے نہیں معلوم کہ تم لوگ مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہو، جو مجھے پتہ تھا وہ میں نے سب بتا دیا۔'' اس نے رو دینے والے انداز میں کہا

''لیکن ہمارے مطلب کی تم نے ایک بھی بات نہیں بتائی۔'' میں نے تحمل سے کہا

'' میں کیسے اور کیا بتاؤں کہ تمہیں میری بات پر یقین آجائے، میں شروع سے بتا سکتا ہوں کہ میں کیسے اس گیم میں آیا، اس میں سے تم جو چاہو پوچھ لو۔'' وہ روہانسا ہوتے ہوئے بولا

'' یہ پھر ایک نئی کہانی سنائے گا۔'' جسپال نے کہا

''نہیں میں پوری بات بتاؤں گا، جو بالکل سچ ہوگی۔'' اس نے تیزی سے کہا

''چل ٹھیک ہے سنا۔'' میں نے کہا اور فرش پر الٹی پالتی مار کر بیٹھ گیا۔ وہ کہنے لگا

''میں کینیڈا میں رئیل اسٹیٹ کا چھوٹا موٹا کام کرتا تھا، لیکن میری ہر دم یہی کوشش ہوتی تھی کہ راتوں رات امیر بن جاؤں۔ اس لئے میں ہر طرح کا دھندہ بھی کر لیتا تھا۔ ایسے ہی ایک دن میرے دوست نے مجھے ایک ادھیڑ عمر شخص سے ملوایا کہ اسے بھارت میں کسی کام کے لئے کچھ بندے چاہئیں۔ میں اسے ٹورنٹو ہی میں ملا تھا۔''

''کام کیا تھا؟'' میں نے پوچھا

''وہی بتا رہا ہوں نا،'' یہ کہہ کر وہ چند لمحے رکا پھر کہتا چلا گیا'' اس نے سندیپ اگروال یعنی سندو کو اغوا کرانے میں مدد دینے اور اس کی

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

گرل فرینڈ نیہا اگروال کو اپنی محبت کے جال میں پھنسانے کا کام دیا۔ دونوں کام زبردست تھے۔ یہ کام مجھے میری شکل صورت دیکھ کر نہیں بلکہ انڈین اور پنجابی ہونے کی وجہ سے ملا۔ اس میں ڈالروں کی بہتات کے علاوہ ایک فلم ایکٹرس کے ساتھ وقت گذارنے کا چانس بھی تھا۔ میں نے فوراً ہاں کر دی۔ ہمارے ساتھ سات آٹھ مزید لوگ تھے۔ انہیں ایسے ہی مختلف لوگوں کے اغوا میں مدد دینا تھی۔ اغوا کرنے والے کون لوگ تھے، یہ ہمیں نہیں بتایا گیا۔ میں چند دن کے بعد ہی بھارت آ گیا۔''

''یہاں آ کر تو نے جو کچھ کیا، سندو کو اغوا کرا دیا۔'' جسپال نے تیزی سے کہا

'' میں پوری محنت کی تھی اور ان جو کام تھا وہ پورا کر دیا۔ میں نے بڑا محتاط پلان بنایا تھا۔ صرف میں نے لالچ یہ کیا کہ سندو کی دولت سمیٹنا چاہی۔ وہ بھی میں نے سمیٹ لی تھی۔ اب صرف نیہا کو قتل کر دینا تھا کہ ساری کہانی وہیں دب جائے اور جسپال نے مجھے پکڑ لیا۔''

''تم نے آزاد سے بات کی تھی، کیا یہ وہی شخص تھا، جس نے تم سے کینیڈا میں ڈیل کی تھی؟'' میں نے پوچھا

''نہیں، وہ کوئی دوسرا شخص تھا۔ لیکن بھارت میں آ کر اسی سے رابطے میں تھے۔ اس دوران ہی مجھے معلوم ہوا کہ وہ سب لوگوں کو ایک جزیرے پر اکھٹا کر رہا ہے۔ اب اس کا نمبر بند ہے۔'' اس نے روہانسا ہو کر کہا

''اچھا چلو ٹھیک ہے، اب اگر ہم تمہیں چھوڑ دیں تو پھر تم کیا کرو گے؟ ظاہر ہمارے کام تو نہیں آؤ گے۔'' میں نے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر پوچھا

''میں ہمیشہ کے لئے اس زندگی سے توبہ کر لوں گا اور واپس کینیڈا چلا جاؤں گا۔ میں نے بہت سزا پا لی۔'' اس نے منت بھرے لہجے میں کہا

''او کے، دیکھتے ہیں، تمہارے ساتھ کیا کرتے ہیں۔'' میں نے کہا اور اس کے پاس سے اٹھ گیا۔ اوپر ڈرائینگ روم میں آ کر میں نے جسپال سے پوچھا

''کیا خیال ہے تمہارا؟''

''مجھے نہیں لگتا کہ وہ اب بھی صحیح بات کر رہا ہے۔''

''اور ابھیت تم کیا کہتے ہو؟''

''نہیں، جو اس نے کہنا تھا کہہ دیا، پتہ نہیں کتنی بار پوچھا، وہ یہی جواب دے رہا ہے۔ اس پر مزید محنت فضول ہے۔'' اس نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا

''ٹھیک ہے اب اسے میں دیکھتا ہوں۔'' میں نے کہا تو سندو نے پوچھا

''تمہارے خیال میں کوئی معاملہ ہے۔''

''پتہ نہیں، ویسے تو یہ بیکار ہی ہے، ایک کوشش کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔'' میں سوچتے ہوئے کہا تو وہ بولا

''ٹھیک ہے دیکھ اسے، ہم تیار ہوتے ہیں۔'' اس نے کہا اور اٹھ گیا۔ میں نے صوفے پر بیٹھی بانیتا کور کی طرف دیکھا۔ وہ یوں بیٹھی تھی

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abghar.com

جیسے نیند میں ہو۔ میں نے اس کے پاس جا کر کہا

''کمرے میں جا کر سو جاؤ، یہاں کیوں بیٹھی ہو۔''

''تیری انتظار میں، تُو مجھے یہاں سے اٹھا کر کمرے میں لے جاؤ اور مجھے سلا دو۔'' اس نے میرے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے خمار آلود لہجے میں کہا

''چل۔!'' میں نے اس کے چہرے پر دیکھتے ہوئے ایک دم سے کہا اور اسے اپنے بازوؤں پر اٹھا لیا۔ میرے یوں کرنے پر سبھی نے اپنے اپنے انداز میں تبصرہ کرنے لگے۔ میں اسے لیکر کمرے میں چلا گیا۔ اسے بیڈ پر لٹایا اور اس کے پہلو میں لیٹ گیا۔ مجھے اس کا وہ انداز یاد آ رہا تھا جب وہ مسلح لوگوں کے درمیان پسٹل تان کر کھڑی تھی۔ مجھے اس پر بہت پیار آیا۔

''بتو۔!'' میں ہولے سے کہا

''ہوں۔'' اس نے نیند بھرے لہجے میں ہنکارا بھرا

''تم اتنی دلیری سے پسٹل تان کر کھڑی ہو گئی، تمہیں ذرا بھی ڈر نہیں لگا کہ سامنے اتنے لوگ اسلحہ تانے کھڑے ہیں۔'' میں نے سرگوشی کے سے انداز میں پوچھا

''نہیں لگا۔'' وہ آنکھیں بند کئے بولی

''کیوں؟'' میں تیزی سے پوچھا

''اس لئے کہ تم اندر تھے، اور باتیں بند کرو اور خاموشی سے میرے ساتھ لیٹے رہو، مزے کی نیند آ رہی ہے۔'' اس نے کہا میں اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا۔ وہ جلد ہی سو گئی۔ لیکن مجھے نیند نہیں آ رہی تھی۔ میں کچھ دیر تک موجودہ حالات پر سوچتا رہا۔ ایک خیال آتے ہی میں نے جانی بھائی کا نمبر ملا دیا

''بول بڑو،'' اس نے چہکتے ہوئے کہا

''جانی بھائی کبھی تم نے چیل کو دیکھا ہے، جسے ہم گدھ کہتے ہیں؟'' میں نے سنجیدگی سے پوچھا

''ہاں دیکھا ہے، بڑا صبر ہوتا ہے اس میں، جب تک اس کا شکار مر نہیں جاتا، وہ اس پر نظر رکھتا ہے، چاہے، جتنے دن گذر جائیں۔'' اس نے بھی میری بات کو سنجیدگی سے لیا تو میں نے کہا

''مجھے دو تین لڑکے ایسے ہی چاہئیں، بہت صبر والے مگر فل ڈرامہ باز۔''

''ہے نا، کب چاہئیں۔'' اس نے پوچھا

''ابھی بھیج سکتے ہو تو ابھی، ورنہ کل رات کو۔'' میں نے کہا تو وہ بولا

''میں دیکھتا ہوں۔'' یہ کہہ کر اس نے فون بند کر دیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سندو نے اپنی گاڑیوں پر نکلنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اس وقت رات کا اندھیرا تھا جب وہ لوگ گوا نکلنے کے لئے تیار تھے۔ وہ نکل گئے تو جانی بھائی کی طرف سے دولڑکے آ گئے۔ انہوں نے مجھے دیکھا ہوا تھا۔ چونکہ ہرپال نے وہیں اس بنگلے میں رہنا تھا، اس لئے میں نے اسے ساتھ لیا اور ایک کمرے میں چلا گیا۔ ان تینوں کو گرباج کے بارے اچھی طرح بریف کرنے کے بعد، انہیں ایک پلان دیا کہ انہوں نے کرنا کیا ہے۔ وہ سمجھ گئے تو میں وہاں سے نکلا۔ سب تیار تھے۔ اس لئے انہوں نے اسی وقت اپنا کام شروع کر دیا۔

ان تینوں نے گرباج کو بے ہوش کیا۔ اسے تہہ خانے سے لا کر کار میں ڈالا اور نکل گئے۔ چرچ روڈ کے پاس ایشور لعل پارک اس وقت سنسان تھا۔ انہوں نے پوری احتیاط سے ادھر ادھر کا جائزہ لے کر تسلی کر کے پارک میں ایک جگہ کا انتخاب کیا۔ پھر اسے نکال کر ایک بنچ پر ڈال دیا۔ ہرپال انہیں وہیں چھوڑ کر چلا گیا۔ وہ دونوں اس کے قریب بنچ کے پاس یوں لیٹ گئے جیسے رات سے یہیں پڑے ہوئے ہوں۔ شراب کی ایک خالی بوتل قریب ہی رکھ لی۔ بظاہر وہ سوئے ہوئے تھے۔ لیکن ان کی حالت سے لگ رہا تھا کہ انہوں بڑی پی ہوئی ہے۔ اب تک شراب کے خمار میں ہیں۔ ممبئی کے پارکوں، فٹ پاتھوں، اور ایسی جگہوں پر جہاں رات گذاری جا سکے، کئی موالی، بے روزگار، غریب غربا، رات گذارنے کو پڑے رہتے ہیں۔ انہوں نے بھی کچھ ایسا ہی کرنا تھا۔

کوئی آدھے گھنٹے بعد گرباج کو ہوش آ گیا، وہ اٹھنے کی کوشش میں تھا لیکن نہیں اٹھ سکا۔ اس کے منہ سے زوردار کراہ نکل گئی۔ یہی وہ موقعہ تھا جب وہ دونوں اس کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کا ڈرامہ شروع ہو گیا۔

''اے چھوٹے، کیا ہے رے، ایسا آواز کیوں نکالتا ہے، کچھ دُکھتا ہے؟'' اس کی آواز میں یوں خمار تھا جیسے نشے میں ہو، تبھی دوسرے نے بھی اسی نشیلی آواز میں جواب دیا

''ارے نہیں بڑے، میں کب بولا؟''

''تو پھر کون بولا؟'' وہ لیٹے لیٹے حیرت سے بولا

اس پر گرباج نے ان دونوں کی طرف دیکھا اور اونچی آواز میں انہیں مخاطب کرتے ہوئے کراہ کر کہا

''یار میں ہوں۔''

''ہائیں تو کون؟'' بڑے نے کہا اور اٹھ بیٹھا، چھوٹا بھی اٹھ گیا اور اکتائے ہوئے لہجے میں بولا

''یار یہ کیا مصیبت ہے، سونے بھی نہیں دیتے یہ لوگ، یہ کدھر سے پکارے۔''

بڑے نے آنکھیں ملتے ہوئے گرباج کو دیکھا، پھر الجھتے ہوئے نشیلی آواز میں اس سے پوچھا

''یار جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے تو ادھر نہیں تھا، ہم نے ادھر بیٹھ کر بوتل خالی کیا۔ کیا تو اس وقت تھا ادھر؟''

''نہیں، تم میری مدد کرو، مجھے اٹھا دو۔'' گرباج نے منت بھرے لہجے میں کہا تو چھوٹا بولا

''ابے پڑا رہ، اٹھ کے کیا کرے گا، سو جا۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''نہیں، میں مصیبت میں ہوں، میری مدد کرو یار۔'' اس نے پھر اسی لہجے میں کہا

''پر ہمیں کیا فائدہ، اپنا تو نشہ ہرن کر دیا نا۔'' چھوٹے نے اکتاہٹ سے کہا تو وہ انہیں لالچ دیتے ہوئے بولا

''دیکھو۔ میری مدد کرو گے نا تو مالا مال کر دوں گا۔''

''دیکھ بڑے کیا ہے اس کے پاس، وہ تو لے۔'' چھوٹے نے یوں کہا جیسے وہ لوٹنے کے چکر میں ہو۔

''دیکھ اس وقت میرے پاس کچھ نہیں ہے، مجھے اغوا کیا گیا تھا، مجھے کسی ٹھکانے لگا دو تو میں تم دونوں کو بہت دوں گا۔'' اس نے کہا

''کیا لفڑا ہے تیرے ساتھ؟'' بڑے نے پوچھا

''یار میں سب بتا دوں گا۔ مجھے کسی محفوظ جگہ لے چلو، میرا یقین کرو، ایک فون کال کروں گا، تو جتنے چاہے گا اتنے پیسے دوں گا۔'' گرباج نے پھر منت کی تو بڑے نے چند لمحے سوچنے کی ایکٹنگ کی پھر اس پکڑ کر بیٹھا دیا۔ اس نے تھوڑی دیر چاروں طرف دیکھتے رہنے کے بعد پوچھا ''فون ہے تیرے پاس؟''

''نہیں تو، اپن کہاں رکھتا ہے۔''

''کوئی محفوظ جگہ ہے۔'' اس نے پوچھا

''ایک کھولی ہے۔'' بڑے نے کہا تو گرباج چونک گیا، تبھی اس نے تیزی سے پوچھا

''یہ کونسی جگہ ہے؟ میں کہاں ہوں؟''

''تو ممبئی میں جوہو کے ایشور لعل پارک میں ہے، کیسی بات کرتا رے تُو۔'' جیسے ہی بڑے نے کہا تو وہ چونک گیا، اس میں جیسے جان آ گئی۔

''سچ کہتے ہو میں ممبئی میں ہوں۔'' اس نے تصدیق کی تو بڑے نے دوبارہ دہرا دیا۔

''تُو مجھے اس کھولی ہی میں لے چل۔ دوپہر سے پہلے چلا جاؤں گا، مالا مال کر دوں گا۔ تُو چل لے چل مجھے، کتنی دور ہے؟'' اس نے یوں تیزی سے پوچھا جیسے بے صبرا ہو رہا ہو۔

''تھوڑا دور ہے۔ ٹیکسی رکشہ تو لینا پڑے گا۔'' بڑے نے کہا تو گرباج نے اپنی جیبیں ٹٹولیں۔ اسے جیب سے چند نوٹ مل گئے۔ اس نے وہ بڑے کو دے دیئے۔ دونوں نے مل کر گرباج کو اٹھایا اور اسے لے پارک کے باہر چل دیئے۔ اس میں جوش بھر گیا تھا۔

دن کی روشنی پھیل رہی تھی، جب وہ اسے گھوکھلے روڈ پر واقع ایک چال میں لے آئے جو سریش کالونی کی بیک سائیڈ پر ایک بڑی عمارت تھی۔ کم آمدنی والوں کے لئے ممبئی میں ایسی کئی عمارتیں ہیں، جن کے کمرے ڈربہ نما اور ان میں انسان پرندوں کی مانند رہتے ہیں۔ دوسری منزل پر ایک کمرہ نما کھولی تھی۔ اس میں انہوں نے گرباج کو لا ڈالا۔ چھوٹا اس کے پاس لیٹ گیا اور بڑا باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک فون تھا۔

'' دیکھ میں فون ادھر بھائی سے مانگ لے کر آیا، تو کال کر لے، چائے لائے گا نالڑ کا تو فون واپس کرنے کا ہے، اسے پیسہ بھی دینا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abqhar.com

ہے کال کا۔ ''بڑے نے اسے فون تھماتے ہوئے کہا۔

گرباج نے فون پکڑ کر تیزی سے نمبر ڈائل کیے۔ تھوڑی دیر تک بات کرتا رہا تو اس کا چہرہ تمتمانے لگا۔ فون واپس لوٹانے سے پہلے، اس نے ڈائل کیا ہوا نمبر صاف کر کے فون بڑے کو دے دیا۔

''یہ فون واپس کر دے، اور چائے لے آ، پھر نکلتے ہیں۔'' اس کا لہجہ ہی بدلا ہوا تھا۔ جسے چھوٹے اور بڑے نے بہت محسوس کیا۔ بڑے نے فون واپس لیا تو چھوٹے نے پوچھا

''ابے کہاں نکلنا ہے، تیرے کو لینے کوئی نہیں آئے گا کیا، تو بھی اپنے جیسا پنٹر ہے؟''

''اونہیں یار تم تو شک ہی کرتے چلے جا رہے ہو، ہم یہاں سے ایک جگہ جائیں گے، وہاں میں تم کو پیسہ دوں اور بات ختم۔'' گرباج نے کہا

''وہاں جا کر ٹیکسی کا کرایہ بھی ہم کو دینا پڑے، ادھر جا کر بولے گا کہ ہم بھاگ جائیں، کوئی پیسہ نہیں۔'' چھوٹے نے طنزیہ لہجے میں کہا

''نہیں یار ایسا نہیں ہوگا، میرا یقین کرو۔'' یہ کہہ کر اس نے بڑے سے کہا'' جا یار اگر چائے ملتی ہے تو ٹھیک، ورنہ وہیں چل کر پیتے ہیں۔''

''چائے تو آئے گی، ادھر چل کے دوبارہ پی لیں گے۔'' بڑے نے کہا اور باہر نکل گیا۔ بڑے کے واپس آنے سے پہلے ہی لڑکا چائے دے گیا۔ انہوں نے چائے پی اور وہ دونوں اسے پکڑ کر کھولی سے نکلے اور اسے نیچے لے آئے۔ اسی طرح وہ سڑک تک آئے، وہیں سے انہیں ٹیکسی ملی۔ ٹیکسی میں بیٹھ کر اس نے ڈرائیور سے کہا

''آزاد نگر چلو۔''

''آزاد نگر، کہاں پر؟'' ڈرائیور نے پوچھا

''ویراڈیسائی روڈ کے ساتھ ہی اندر بلڈنگ میں جانا ہے۔'' گرباج نے کہا تو ٹیکسی چل دی۔

تقریباً آدھے گھنٹے میں وہ آزاد نگر پہنچ گئے۔ ان دونوں نے اندازہ لگا لیا کہ گرباج نے وہ جگہ نہیں دیکھی ہوئی۔ کچھ دیر کے بعد وہ ایک بلڈنگ سامنے آ رکے۔ باہر ہی ایک آدمی کھڑا تھا۔ وہ صورت حال بھانپ کر آگے بڑھا۔ اس نے گرباج کو غور سے دیکھا اور اس سے ہاتھ ملاتے ہوئے بولا

''گرباج سنگھ؟''

اس پر اس نے اثبات میں سر ہلایا تو اس شخص نے اپنا والٹ نکال کر ٹیکسی والے کو فارغ کیا۔ اس دوران وہ دونوں گرباج کو سہارا دیئے کھڑے رہے۔ وہ پلٹا تو انہیں آنے کا اشارہ کر کے آگے بڑھا۔ چاروں لفٹ سے چوتھی منزل تک گئے۔ پھر ایک اپارٹمنٹ میں انہیں لے جایا گیا۔ وہ کافی سجا ہوا تھا۔ ایک لڑکی ان کی منتظر تھی۔ گرباج کو صوفے پر لٹا دیا کر دونوں نے کھڑے کھڑے ہی اس کی طرف دیکھ کر کہا

''لے بڑو، ہم نے تجھے ٹھکانے پر چھوڑ دیا، اب ہم جاتے ہیں۔'' چھوٹے نے کہا تو وہ اجنبی شخص بولا

''یار تم اتنے اچھے ہو، ہمارے دوست کو ہم تک پہنچا دیا، ابھی بیٹھو، چائے وائے پیو ، پھر چلے جانا۔'' یہ کہتے ہوئے اس اجنبی شخص

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abghar.com

نے انہیں ہاتھ سے پکڑ کر سامنے دھرے صوفے پر بیٹھا دیا

''میں نے ان دونوں کے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ انہیں ڈھیر سارے پیسے دوں گا، انہیں.....'' گرباج نے کہنا چاہا تو وہ شخص بات کاٹتے ہوئے بولا

''یار یہ ہمارے محسن ہیں، ابھی چلے جائیں گے، خوش کر دیں گے انہیں، تم بتاؤ، یہاں کیسے؟''

''مجھے نہیں معلوم، میں تو چندی گڑھ میں تھا، وہ لوگ کب مجھے یہاں ممبئی میں لے آئے، کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا، یہ تو ان لوگوں نے مجھے بتایا کہ میں ممبئی میں ہوں۔'' یہ کہہ کر اس نے پارک سے اب تک کی روداد سنا دی۔ وہ شخص غور سے سنتا رہا۔ اس دوران چائے آ گئی۔ ایسے میں ایک ڈاکٹر اور نرس بھی وہیں آ گئے۔ انہوں نے کافی دیر تک پوری تسلی کرنے کے بعد کہا۔

''کافی تشدد ہوا ہے۔ یہ غنیمت ہے کہ کوئی ہڈی فریکچر نہیں ہے۔ میں انہیں فوری طور پر سفر کرنے کا مشورہ نہیں دوں گا۔ بہت ضروری ہے تو ایک دو دن بعد تک، اتنے میں یہ کافی سنبھل جائیں گے۔''

نرس بیگ سے دوائیاں نکال کر رکھ چکی تو ڈاکٹر واپس جانے کے لئے پلٹا تو نرس بھی چلی گئی۔ اس سے انہیں یوں لگا کہ جیسے گرباج کی آمد کے ساتھ ہی ڈاکٹر کو بلا لیا گیا تھا۔ وہ جا چکے تو اس شخص نے چند بڑے نوٹ نکال کر انہیں دے دیئے۔ تبھی اس شخص نے کہا

''دیکھو، تمہیں ایک دو دن لگ جائیں گے یہاں۔ ابھی تم شاید ہی کینیڈا کا سفر کر سکو۔ میری تو مصروفیت رہتی ہے، اگر تمہارے یہ دوست تمہاری دیکھ بھال کر سکیں تو اس کے الگ پیسے دے دیں گے۔''

''نہیں، ہم نے جانا ہے، ادھر رہنے کا نہیں، ہم تمہارے لفڑے میں نہیں آتے۔'' چھوٹے نے تیزی سے کہا اور اٹھ گیا۔ اس کے ساتھ بڑا بھی اٹھ گیا۔

''ابھی میں مزید پیسے دیتا ہوں، تم جا کر نئے کپڑے خرید لو، یا میرے یہاں سے لے لو، شام تک تو رہو، کھانا وانا کھاؤ، پھر چلے جانا۔''

''نہیں تم کوئی لمبے لفڑے والا لگتا ہے، ہم تیرے لفڑے میں نہیں آتے، اپن کو جانے کا ہے۔'' بڑے نے کچھ اس انداز سے کہا جیسے وہ بہت ڈر گیا ہو۔ وہ دونوں وہاں رہنے کو نہیں مانے۔ گرباج اور اس شخص کو جب یہ یوین ہو گیا کہ یہ عام سے ٹپوری قسم کے شرابی ہیں۔ اس لئے انہوں نے ان دونوں کو جانے کی اجازت دے دی۔

وہ دونوں واپس کھولی میں چلے گئے اور یہ ساری روداد انہوں نے مجھے دوپہر کے بعد فون پر وہیں سے دی۔ میں نے انہیں کھولی ہی میں رکنے کا کہہ دیا۔

☆.....☆.....☆

جسپال کے ساتھ سارے لوگ سہ پہر کے قریب گوا پہنچ گئے۔ سندو نے وہاں اپنی طرز کے بندے تلاش کر لئے تھے۔ اس نے روڈ کے ذریعے جانے کو اسی لئے ترجیح دی تھی کہ اس دوران وہ گوا میں مدد کے لئے لوگ تلاش کر سکے۔ فرینڈس ایک چھوٹا گینگ چلاتا تھا۔ اس کا زیادہ کام

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

منشیات کی فروخت تھا، اس کے ساتھ ساتھ وہ غیر ملکی لوگوں کو لوٹ بھی لیا کرتا تھا۔ سمندر کے ذریعے اسلحہ لانے لے جانے کا ماہر تھا۔ سندو کو کام کا آدمی مل گیا تھا۔ جس وقت وہ گوا پہنچے انہیں یہ معلوم ہوگیا کہ رامیش پانڈے کس ہوٹل میں ٹھہرا ہوا ہے۔ عالمی چین والا وہ ایک فائیو سٹار ہوٹل تھا۔ انہوں نے وہیں کمرے لئے اور رامیش پانڈے کے بارے اپنے کام کی ابتدا کر دی۔ رات گئے تک وہ پوری طرح تیار ہو کر پلان بنا چکے تھے کہ انہوں نے کیا کرنا ہے اور رامیش پانڈے سے نپٹنے کے بعد وہاں سے نکلنا کیسے ہے۔

سورج نکل آیا تھا۔ ہوٹل کی کھڑکی سے ساحل سمند کا منظر بہت خوبصورت دکھائی دے رہا تھا۔ بہت سارے لوگ اس وقت ساحل پر تھے۔ جسپال نے رامیش پانڈے کو پہلی بار اسی صبح ساحل سمندر پر دیکھا۔ وہ ادھیڑ عمر، فربہ مائل اور نانے قد کا تھا۔ اگرچہ اس نے اسے تصویروں میں دیکھ لیا تھا لیکن اس وقت ذرا مختلف لگا۔ اس کے ساتھ اس کی موٹی اور گورے رنگ کی بیوی، دو لڑکپن عمر کی بیٹیاں اور ایک چھوٹا بیٹا تھا۔ ان سے ذرا فاصلے پر چند سیکورٹی گارڈ ٹہل رہے تھے۔ ان کا انداز واک کرنے والا تھا۔ بہت ممکن ہے کہ سیکورٹی کا کوئی اور دائرہ بھی ہو، لیکن فی الحال سامنے چار پانچ بندے ہی دکھائی دے رہے تھے۔

اس وقت جسپال ہوٹل کے ایک ایسے کمرے میں تھا جہاں سے ساحل سمندر صاف دکھائی دے رہا تھا۔ وہ کسی اور جوڑے کا کمرہ تھا جو اس وقت بے ہوشی کی حالت میں بیڈ کے نیچے پڑے ہوئے تھے۔ وہ اس کمرے کی کھڑکی میں کھڑا دوربین سے رامیش پانڈے اور اس کی فیملی کو دیکھ رہا تھا۔ رونیت کور اس کے پاس کھڑی تھی۔ سندو، ابھیت اور فرنینڈس کے لوگ ساحل سمندر پر اسی کے قریب ہی تھے۔ تبھی جسپال نے رامیش پانڈے کو روہی کی مدد سے فون کال ملائی۔ جس کا ریکارڈ کہیں نہیں ہوتا تھا۔ رامیش نے حیرت سے بجتے ہوئے فون کی اسکرین کو دیکھا، پھر کان سے لگا کر ہیلو کہا۔ اسپیکر آن تھا۔ جسپال نے فون رونیت کور کو تھماتے ہوئے کہا

''رامیش پانڈے، میں جانتا ہوں کہ تم کون ہو اور میں تجھے مارنا بھی نہیں چاہتا، صرف چند سوال کا جواب نہیں، تصدیق چاہتا ہوں۔''

رامیش سمجھ دار بندہ تھا۔ اس نے فوری ری ایکٹ نہیں کیا، بلکہ بڑے تحمل سے بولا

''تم کون ہو، کیا یہ نہیں جانتے کہ مجھے دھمکی دینے کا مطلب کیا ہوتا ہے۔''

اس پر جسپال نے اُسے جواب نہیں دیا بلکہ سائلینسر لگی گن کو سیدھا کیا، ٹیلی اسکوپ سے اس کے بیٹے کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے بڑے سے رنگین بال کا نشانہ لیا اور فائر کر دیا۔ کمرے میں ہلکی سی آواز گونجی لیکن وہاں ساحل پر ایک دم سے اُن کے درمیان خوف پھیل گیا۔ اس کے گارڈ ادھر ادھر دیکھتے ہوئے ایک دم سے الرٹ ہوگئے۔ تب جسپال نے سرد لہجے میں کہا

''میری بات کا جواب نہ دینے کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ تم سب کو یہیں مار سکتا ہوں۔ اب بھی سمجھ میں نہیں آیا تو بتاؤ، کس کا نشانہ لوں۔''

''اس کی کیا گارنٹی ہے کہ تو جواب لینے کے بعد ہمیں کچھ کہے گا نہیں؟'' اس نے بڑے تحمل سے کہا

''تم گارنٹی مانگنے کی پوزیشن میں نہیں ہو۔ تماشا بننا چاہتے ہو تو بولو، تیرے گارڈ بھی کچھ نہیں کر پائیں گے۔ میرے پاس تم لوگوں سے زیادہ گولیاں ہیں۔ بولو کیا کہتے ہو۔'' جسپال نے لاپرواہ لہجے میں کہا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abghar.com

''پوچھو۔! کیا پوچھتے ہو؟'' اس نے سیکورٹی والوں کو ہاتھ کے اشارے سے روکتے ہوئے کہا

''پریم ناتھ تمہارا گینگ چلا رہا ہے یا کسی دوسرے کا؟'' جسپال نے پوچھا

''اوہ تو یہ تم ہو۔'' اس نے بات سمجھتے ہوئے کہا۔ پھر بولا'' وہ کسی دوسرے کا گینگ چلا رہا ہے۔''

''تمہارا اس میں کیا کردار ہے؟'' جسپال نے پوچھا

''اپنا مفاد لے کر انہیں کھیلنے کا موقع دے رہا ہوں۔ وہ جو کھیل کھیل رہی ہیں، اسے دیکھ رہا ہوں۔'' اس نے سکون سے گول مول جوب دیا

'' اس دوسرے بندے کے بارے میں بتاؤ، کون ہے وہ؟'' جسپال نے پوچھا

''میری اس سے صرف دو بار ملاقات ہوئی ہے۔ میں نہیں جانتا وہ کون ہے، لیکن اتنا جانتا ہوں کہ وہ کسی عالمی گینگ کا ایک حصہ ہے۔'' رامیش بولا۔ اس دوران ایک سیکورٹی والا وہاں سے ہٹنے کی کوشش میں پیچھے ہٹا اور ان سے الگ ہو کر جیب سے فون نکالا ہی تھا کہ جسپال نے اس پر فائر کر دیا۔ وہ گھوم کر ساحل پر جا پڑا۔

'' یہ باقی لوگوں کے لئے کافی ہے نا۔'' جسپال نے کہا اس وقت رامیش پانڈے کے چہرے پر تشویش لہرائی۔ اس نے اپنے لوگوں کو مارواڑی زبان میں کچھ کہا تو جسپال بولا'' وقت کم ہے رامیش، اس کا رابطہ نمبر دو۔''

''ابھی دیتا ہوں۔'' اس نے کہا اور فون سے نمبر دیکھا، اور پھر بتا دیا۔ جسپال کو معلوم تھا کہ یہ نمبر نوٹ ہو گیا ہو گا۔ تبھی اس نے کہا

''ایک منٹ یہیں رکو، میں نمبر کی تصدیق کر لوں، اگر غلط ہوا تو.....'' یہ کہہ کر اس نے فون بند کر دیا۔ جسپال نے دیکھا کہ وہ وہیں کھڑا تھا اس کے چہرے پر تشویش تھی۔ اسی لمحے روہی سے تصدیق ہو گئی کہ نمبر چل رہا ہے اور وہ ممبئی کا ہے۔ جسپال نے گن وہیں رکھی۔ فون سے رامیش کا نمبر ڈیلیٹ کیا۔ دونوں سکون سے باہر نکل گئے۔

جس وقت وہ اپنے کمرے میں پہنچے۔ اس وقت تک ہوٹل میں بھگدڑ نہیں مچی تھی۔ کسی نے ان پر شک نہیں کیا۔ ان کے پاس کمرے میں رکھنے کو کچھ نہیں تھا۔ ان کا سامان دو گھنٹے پہلے جا چکا تھا۔ کمرے سے انہوں نے وہ سامان لیا جس سے یہ ظاہر ہو کہ وہ ساحل پر سن باتھ لینے جا رہے ہیں۔ ان کی گاڑیاں فرینڈس کے ایک گیراج میں تھیں۔ جو شہر سے باہر جانے والے راستے پر تھا۔ جسپال اور رونیت ایک دوسری کی بانہوں میں بانہیں ڈالے یوں لابی میں آئے جیسے وہ ایک دوسرے میں گم ہوں اور ابھی ساحل پر جا کر ایک دوسرے میں مزید گم ہو جائیں گے۔ یہ تو سچ تھا کہ وہ ہوٹل سے گم ہونے کے لئے ہی وہاں سے نکلے تھے۔ وہ ساحل کے ایک خاص مقام پر آ گئے۔ تبھی انہیں اطلاع ملی کہ رامیش، اس کی فیملی گارڈز سمیت ابھی تک ویسے ہی کھڑے ہیں لیکن خفیہ ایجنسیاں حرکت میں آ گئیں ہیں۔

یہی چند منٹ ان کے لئے بہت اہم تھے۔ اگر وہ نمبر غلط ہوتا تو وہیں رامیش کو گولی مار دی جاتی۔ اس کے لئے سند و تیار بیٹھا تھا۔ پھر انہوں نے فرار ہو کر اکیلے اکیلے مختلف جگہوں پر پہنچنا تھا۔ لیکن اسی وقت روہی سے کال آ گئی۔ وہ نمبر درست تھا اور اس شخص کے بارے میں پتہ چل گیا تھا۔ وہ لوگ فوراً واپس ممبئی پہنچ جائیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abghar.com

گوا سے نکلنے کے لئے ان کے پاس وقت انتہائی کم تھا۔ اگر وہ زیادہ دیر کرتے تو وہ یہاں پھنس بھی سکتے تھے۔ ہر طرف ناکہ بندی کی اطلاعیں آ رہی تھیں۔ انہیں لگا جیسے انہوں نے بھڑوں کے چھتے میں ہاتھ ڈال دیا ہو۔

☆.....☆.....☆

اس وقت سورج نہیں نکلا تھا جب میں اور بانیتا کورناشتے سے فارغ ہو گئے تھے۔ میں رات بھر نہیں سویا تھا۔ بڑے اور چھوٹے نے جس وقت مجھے وہاں کی روداد سنائی تو مجھے شک پختہ ہو گیا۔ گرباج نے جس بندے کا نمبر ملایا تھا، اگرچہ اس نے ہوشیاری سے ڈیلیٹ کر دیا تھا لیکن وہ کسی جگہ جال میں اٹک گیا۔ پھر اسی نمبر کی مدد سے چند نمبر سامنے آئے جو بہت تیزی سے ایک دوسرے کو ملائے گئے۔ میرا شک یقین میں بدلنے لگا کہ جہاں پر گرباج ہے، وہیں سے ضرور کچھ نہ کچھ سامنے آئے گا۔ شام ہوتے ہی میں نے جانی بھائی سے ملنے کو کہا۔ اس نے ہوٹل آ جانے کو کہا۔ میں بانیتا کور کے ساتھ اس کے ہوٹل پہنچ گیا۔ جہاں میں اور جسپال ایک رات ٹھہرے تھے۔

ہوٹل کی چھت پر میری اور اس کی ملاقات ہوئی۔ اسے ساری بات کی خبر تھی۔ چونکہ اسے یہ خبر نہیں تھی کہ نمبر کہیں ٹریس ہو گئے ہوئے تھے، اس لئے اس نے پوچھا

''بڑو، تجھے کیسن مالوم کہ اس بلڈنگ میں وہ سالا آزاد ہوئے گا۔''

''پتہ نہیں کیوں جانی بھائی میری چھٹی حس مجھے بتا رہی ہے کہ وہاں کچھ نہ کچھ ہے، گرباج نے بہت تشدد جھیلا، پر بات پھر بھی ٹھیک نہیں کی۔'' میں نے اسے بتایا

''تو پھر سے اس سالے گرباج کو وہاں سے اٹھا لیتے ہیں۔ کیا بولے تُو۔'' اس نے میری طرف دیکھ کر پوچھا

''دیکھ جانی بھائی، ہم دونوں کے علاوہ باقی لوگ رامیش پر ہاتھ ڈالنے گئے ہیں، یا تو وہ مرے گا، یا سچ بولے گا۔ اگر اس نے بھی اس بلڈنگ میں رہنے والے کسی بندے کی تصدیق کر دی تو.....'' میں نے جان بوجھ کر بات ادھوری چھوڑ دی۔ اس پر وہ چند لمحے سوچتا رہا، پھر اٹھ کر ٹہلنے لگا، کچھ دیر بعد بولا

''تُو اتنا بڑا رسک لے گا، میرے دماغ میں نہیں تھا۔ چل تُو کہتا ہے، ویسے ہی کرنے کا، کتنا لڑکا لوگ چاہیے تجھے۔''

''زیادہ رش نہیں چاہئے، چار پانچ، جو فائیٹر ہو اور شوٹر بھی ہوں۔'' میں نے کہا

''مل جائے گا۔'' اس نے کہا تو میں نے سکون کا سانس لیا پھر پرتکلف ڈنر کے بعد وہیں ہوٹل کے ایک کمرے میں ٹھہر گئے۔ کمرے میں آتے ہی میں نے بانیتا کور سے کہا

''تم نے کوئی بات نہیں کی، خاموش رہی؟''

''میرے مطلب کی کوئی بات نہیں تھی۔ اور مجھے لگتا ہے کہ تُو جتنی محنت کر رہا وہ فضول جائے گی۔'' اس نے بیڈ پر پھیلتے ہوئے کہا

''کیوں ایسا کیوں لگتا ہے تمہیں؟'' میں نے پوچھا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''یار، وہ کوئی بے وقوف ہی ہوگا جو تیرے انتظار میں وہاں بیٹھا ہوگا کہ تو جائے اور اسے پکڑ لے۔'' اس نے طنزیہ انداز میں کہا

''میں سمجھا نہیں کیا کہنا چاہتی ہے۔'' میں نے پوچھا

''مان لیا کہ وہ لوگ اسی بلڈنگ میں رہتے ہیں، جنہیں تم نے پکڑنا ہے، تم جزیرے سے بھاگے، گرباج پکڑا گیا، پریم ناتھ سے دو دو ہاتھ کر کے رامیش کا پتہ پوچھا، کیا یہ باتیں ان لوگوں کے لئے الارم نہیں ہیں کہ تم کسی بھی وقت ان تک پہنچ سکتے ہو۔'' وہ بولی

''تم ٹھیک کہتی ہو، رامیش ہی تصدیق کرے گا نا کہ وہ کون لوگ ہوں گے۔ اصل الارم تب ہوگا، جب رامیش کو کچھ ہوگا۔ جس کے سر پر یہ ساری گیم کی جا رہی ہے۔ پریم ناتھ جیسے دوسرے مہرے بھی ہو سکتے ہیں۔''

''پھر بھی رسک ہے، تم چاہو تو ہم اس بلڈنگ میں جا سکتے ہیں لیکن مجھے نہیں لگتا کہ کوئی اہم آدمی وہاں سے ملے۔'' اس نے ہلکی سی انگڑائی لیتے ہوئے کہا تو میں نے نگاہیں پھیر لیں۔ میں کھڑکی میں جا کھڑا ہوا اور بانیتا کی باتوں پر سوچنے لگا۔ بانیتا سو گئی اور میں نے روہی سے مسلسل رابطہ رکھا تھا۔ میری ساری توجہ ایک نمبر پر مرکوز ہو گئی۔ وہ ایک نمبر تھا جس پر بہت زیادہ کالیں آ رہی تھیں اور وہاں سے کی بھی جا رہی تھیں۔ یہ وہی نمبر تھا جس پر گرباج نے کال کی تھی۔ اور اس پر میں نے رسک لینے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

جانی بھائی کے بھیجے ہوئے لڑکے سورج نکلنے سے پہلے ہی پہنچ گئے تھے۔ ہم ناشتہ کر کے تیار ہوئے اور اس وقت لابی میں آ گئے جب سورج نے اپنی روشنی پھیلانے کے لئے سر اٹھایا۔ وہ ہمیں وہیں لابی میں ملے۔ وہ چھ لوگ تھے اور دو فور وہیل جیپوں میں آئے تھے۔ ہم چار چار بیٹھ گئے اور آزاد نگر کی طرف چل پڑے۔

اس وقت ہم ویرا ڈیسائی روڈ کی اس بلڈنگ کے قریب تھے جس وقت جسپال نے رامیش پانڈے کو گن پوائنٹ پر رکھا ہوا تھا، رامیش پانڈے نے جیسے ہی وہ نمبر جسپال کو بتایا۔ اسی وقت روہی سے اس نمبر کی مزید تصدیق ہو گئی۔ یہ وہی جگہ تھی، جس جگہ گرباج جا پہنچا تھا، کچھ دیر بعد مین روڈ سے ویرا ڈیسائی لنک روڈ سے ہوتے ہوئے ایک فیولنگ اسٹیشن کے پاس آن رکے۔ اس دوران میں تمام راستے میں انہیں سمجھاتا آیا تھا کہ یہ آپریشن انتہائی کم لوگوں کے ساتھ ہے۔ یہ کیسے کرنا ہوگا۔ اس میں کیا ہو سکتا ہے۔ خاص آلات کے ساتھ ہم سب میں رابطہ تھا۔ ایک جگہ ہونے والی آواز دوسرے کو سنائی دی جا سکتی تھی۔ اس کے ساتھ ہی چھوٹے روڈ پر ہم اس بلڈنگ کے پاس پہنچ گئے۔ اتنی صبح روڈ پر اکا دکا لوگ ہی تھے۔ بلڈنگ کا چوکیدار میز پر سر رکھے پڑا تھا۔ ایک لڑکے نے اسے اٹھایا تو وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتا، لڑکے نے زوردار گھونسہ اس کے سر پر مارا۔ وہ اسی لمحے لڑھک گیا۔ ہم چار پہلے لفٹ میں داخل ہوئے، باقی سیڑھیوں سے اوپر چل پڑے۔ جیسے ہی چوتھی منزل تک پہنچ کر لفٹ کا دروازہ کھلا، سامنے پانچ لوگ کھڑے تھے۔ ان میں ایک گرباج تھا۔ باقی چاروں نے ہم پر گنیں تان لیں۔ مجھے یقین ہو گیا کہ یہ وہی جگہ ہے، جہاں سے اس ساری گینگ کے سوتے پھوٹتے تھے۔ میں نے اب تک گرباج کو ایسے چہرے کے ساتھ ہی دیکھا تھا جس پر مظلومیت ہوتی تھی، لیکن اس وقت اس کے چہرے پر خباثت بھری طنزیہ مسکراہٹ تھی۔ اس کی آنکھوں میں عجیب طرح کی نفرت تھی۔ وہ چند لمحے میری جانب دیکھتا رہا، پھر بولا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abghar.com

''میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تم یوں میرے سامنے آ جاؤ گے۔ میں چاہوں یہ چاروں ابھی تیرے بدن میں اتنے سوراخ کر دیں کہ کوئی گن بھی نہ سکے۔ مگر میں تمہیں ایسے نہیں ماروں گا، لے چلو انہیں۔'' آخری لفظ اس نے تحکمانہ انداز میں کہے تھے۔

میں نے ہاتھ اٹھا دیئے۔ ان چاروں نے بڑی سمجھداری کا ثبوت دیا تھا۔ انہوں نے ہمیں پکڑنے کے لئے ہاتھ نہیں بڑھایا، بلکہ گن سے باہر آنے کا اشارہ کیا۔ ہم جیسے ہی باہر آئے، کاریڈور میں سے دو بندے بھاگتے ہوئے آ گئے۔ چند لمحے وہ صورت حال کا جائزہ لیتے رہے، پھر لمحہ بھر میں سب سمجھ کر ہماری تلاشی لینے کے لئے آگے بڑھے۔ اگلے چند لمحوں میں وہ ہمیں نہتا کر چکے تھے۔

☆ ☆ ☆

(امجد جاوید کا یہ دلچسپ اور طویل ناول ابھی جاری ہے، باقی واقعات اگلی قسط میں پڑھیے)

صدیوں کا بیٹا

شہرہ آفاق سلسلہ ''**صدیوں کا بیٹا**'' اب کتاب گھر کے قارئین کی بے حد فرمائش پر آن لائن کر دیا گیا ہے۔ ''صدیوں کا بیٹا'' دلچسپ داستان ہے ایک مسافر بردار طیارے کی جسے دوران سفر ایک حادثہ پیش آ گیا اور اُس کے مسافر برف کے وسیع پہاڑوں میں زندگی کی جنگ لڑتے لڑتے آخر کار موت کے مونہہ میں چلے گئے۔ جہاز کے سینکڑوں مسافروں میں سے صرف ایک پاکستانی پروفیسر ''خاور'' اور اُسکی ۲ بیٹیاں فرزانہ اور فروزاں ہی زندہ بچ پائی۔ اور پھر برف کی اس وادی سے نکلنے اور بیرونی دنیا سے رابطہ کرنے کی کوششوں میں وہ لوگ ایک ایسی جگہ نکل آئے جہاں ایک انوکھا انسان محوخواب تھا۔ ایک ایسا انوکھا انسان جو صدیوں سے زندہ تھا۔ جس نے انسان کی ارتقا کا سفر اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ تاریخ کے ہر دور کا وہ چشم دید گواہ تھا۔ وہ صدیوں سے زندہ تھا اور صدیوں تک زندہ رہے گا۔ کائنات کے عناصر آگ، پانی، ہوا، ستارے سب اُس کے دوست ہیں۔ سمندروں کی گہرائیوں اور برف کے ریگزاروں تلے وہ صدیوں محوخواب رہتا ہے اور اُسکا جسم خراب نہیں ہوتا۔ ایک ایسا انوکھا انسان جو آگ کا غسل کرتا ہے اور آگ کے شعلے اُس کے حسن کو نکھار کر اُس کی جوانی کو جلا بخشتے ہیں۔ وہ صدیوں کا بیٹا ہے اور اُس کی کہانی صدیوں کی داستان ہے۔

''صدیوں کا بیٹا'' کتاب گھر پر دستیاب ہے۔ جسے ایکشن ایڈونچر ناول سیکشن میں دیکھا جا سکتا ہے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY